مقالہ
ختم نبوت
کتاب و سنت کی روشنی میں
تالیف
شیخ الحدیث امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ
ناشر
مکتبہ صفدریہ
نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مقالہ
ختم نبوت
کتاب وسنت کی روشنی میں
تالیف
شیخ الحدیث امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ
ناشر مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ا
(قرآن کریم)

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (حدیث شریف)

مقالہ

ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں

یہ مقالہ تحفظِ ختمِ نبوت کے عالمی اجلاس دارالعلوم دیوبند (بھارت) کیلئے تحریر کیا گیا تھا۔ جو ۲۹، ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ہونے والا تھا۔ مگر سوءِ اتفاق سے ویزا نہ مل سکنے کی وجہ سے یہ مقالہ نہ وہاں پہنچ سکا اور نہ پڑھا جا سکا

اب یہ طلبۂ علم اور عام مسلمانوں کے افادہ کیلئے طبع کیا جا رہا ہے ؛

ابو الزاہد محمد سرفراز

طبع ہشتم　　　نومبر ۲۰۱۲ء

نام کتاب .... مقالہ ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں
مصنف .... امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ
تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت .... -/۴۰ (چالیس) روپے
مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

...... ملنے کے پتے ......

☆ کتب خانہ صفدریہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور	☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور	☆ بک لینڈ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور	☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان	☆ مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک	☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	☆ مکتبہ فریدیہ اسلام آباد
☆ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ	☆ ادارہ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ اقبال بک سنٹر جہانگیر پارک کراچی	☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ	☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ

فہرست مضامین

عرضِ حال

○

مُبَسمِلاً وَّ مُحمِداً وَّ مُصلیاً وَّ مسلمًا۔ اَمّا بعد عالم اسلام کی دنیا میں سب سے بڑی خالص اسلامی یونیورسٹی اور مرکز علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے حضرت مہتمم صاحب دام مجدہم کے یکے بعد دیگرے تین عدد دعوت نامے راقم اثیم کے نام بذریعہ ڈاک آئے۔ کہ دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکانِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ۲۹ ۳۰، ۳۱، اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم کے زیرِ اہتمام تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر ایک عالمی اجلاس طے ہوا ہے۔ جس میں تمہاری شمولیت بھی ضروری ہے اور ذیل کے عنوانات میں سے کسی ایک پر ایک مقالہ تحریر کر کے ۲۰ اکتوبر تک دارالعلوم دیوبند بھیج دیں۔ ہر مقالہ فل اسکیپ سائز کے سات صفحات پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ یا اگر مقالہ مفصل ہو تو چار پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرمادی جائے۔ تاکہ اس کو ۱۲ منٹ میں پیش کیا جا سکے۔

چونکہ راقم اثیم ۲ ستمبر ۱۹۸۶ء سے ۲۵ ستمبر تک برطانیہ کے دورے پر تھا۔ اور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں اسباق کے خلافِ معمول کافی ناغے ہو چکے تھے۔ اس لئے خود دارالعلوم دیوبند جانے کے سلسلہ میں خاصا متردد تھا۔ مگر بفضل اللہ تعالیٰ مقالہ ان کے انتخاب کردہ عنوانات کے تحت نمبر ۱ (ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں) پر لکھنا شروع

کردیا۔ اور معلوم ہوا کہ عزیزم زاہد الراشدی اور عزیزم محمد عبدالقدوس خاں قارن سلمہما اللہ تعالیٰ اپنے چند دیگر رفقاء کے ساتھ اس اجتماع پر دارالعلوم جانے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ اور ویزے حاصل کرنے کے لئے درخواستیں بھی دے چکے ہیں۔ بے حد مصروفیت کی وجہ سے مقالہ ۲۰ اکتوبر تک تیار نہ ہو سکا۔ تاکہ بذریعہ ڈاک دارالعلوم دیوبند ارسال کر دیا جاتا۔ دل مطمئن تھا کہ انشاء اللہ العزیز تکمیل کے بعد یہ مقالہ دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جائے گا۔ جو وہاں اجلاس میں پڑھ کر سنا دیا جائے گا۔ مگر عزیزوں کے طے شدہ پروگرام کے مطابق روانگی سے ایک دن پہلے معلوم ہوا کہ انڈیا نے سرحدوں کی کشیدگی کا بہانہ بنا کر ان کے ویزوں کی درخواستیں مسترد کر دی ہیں اور مرکزی حضرات میں سے جن دو چار خوش نصیبوں کو جانے کی اجازت ملی تو وہ چلے گئے۔ اور ہمیں ان کے جانے کا علم نہ ہو سکا پھر اتنا وقت نہ تھا کہ بذریعہ ڈاک وغیرہ کے یہ مقالہ وہاں اجلاس میں پہنچایا جا سکتا۔ اب مناسب معلوم ہوا کہ طلبۂ علم کے افادہ کے لیے اسے شائع کر دیا جائے۔ سو بحمداللہ تعالیٰ یہ شائع کیا جا رہا ہے۔ مَتَّعَنَا اللہُ تعالیٰ بِہَا۔

دارالعلوم دیوبند سے آئے ہوئے دعوت ناموں میں سے مفصل دعوت نامہ درج ذیل ہے۔

دارالعلوم دیوبند

محترم المقام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے۔ کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔ فتنۂ قادیانیت آزادی کے بعد ہمارے ملک میں سرد پڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے علماء اُمّت و محافظین شریعت اس کی جانب سے بے فکر

ہو گئے تھے۔ اب میدان خالی پاکر اس فتنہ نے سر اٹھانا شروع کر دیا ہے
اس لئے ضروری ہے کہ اس فتنہ کا پھر سے قوت کے ساتھ تعاقب کیا
جائے اس غرض سے دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکانِ شوریٰ نے اپنے
گذشتہ اجلاس میں دارالعلوم کے زیرِ اہتمام "تحفظ ختم نبوت" کے
موضوع پر ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز فرمائی تھی۔ چنانچہ اسی
فیصلہ کے مطابق مورخہ ۲۹، ۳۰، ۳۱، اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم میں عالمی
اجلاس منعقد کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! کی وقیع علمی خدمات کے پیش نظر عرض ہے کہ اس موقع پر
ابطالِ قادیانیت کے عنوان سے ایک مقالہ سپردِ قلم فرماکر مورخہ ۲۰، اکتوبر
۱۹۸۶ء تک دارالعلوم دیوبند کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ امید ہے کہ
اس موقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس گزارش پر خاص توجہ فرمائیں گے۔
نمونہ کے لئے چند عنوانات ہمرشتہ عریضہ ہذا ہیں ۔ والسلام

مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم
دیوبند

نوٹ :۔ مقالہ فل اسکیپ سائز کے ۷، صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔ یا اگر مقالہ مفصل
ہو تو چار پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرمادی جائے۔ تاکہ اس کو بارہ ۱۲ منٹ
میں پیش کیا جا سکے۔

عنوانات

(۱۸) ردِ قادیانیت پر حضرت العلّامہ انور شاہ کشمیری کی جلیل القدر خدمات
(۱۹) مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن کریم کی تحریفات
(۲۰) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے کفریہ عقائد۔

مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دار العلوم، مولانا معراج الحق صدر المدرسین دار العلوم و جملہ اراکین شوریٰ دار العلوم دیوبند۔

ان اکابر علماء کرام کثر اللہ تعالیٰ امثالہم کی دعوت اور حکم کی تعمیل میں یہ مقالہ بڑی عجلت سے تحریر کیا گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو کام جلدی میں کیا جائے اس میں غلطی کا امکان زیادہ ہے۔ اس لئے اہل علم سے گذارش ہے کہ بجائے شور و غوغا برپا کرنے اور طعن و تشنیع کرنے کے اگر اس میں غلطیاں ہوں تو معقول طریقہ سے اغلاط کی نشاندہی کرنے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔ اور اصلاح کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ رسولہٖ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ وجمیع اتباعہٖ الی یوم الدین۔ آمین یا رب العلمین۔ ۲۲ر صفر ۱۴۰۷ھ، ۲۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ
و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ختم نبوّت کتاب و سنّت کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۰ الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہٗ اما بعد

جس طرح برحق اور آخری مذہب اسلام میں توحید و رسالت اور قیامت وغیرہا کے اصولی، بنیادی اور قطعی عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس امر پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اور آپؐ کی بعثت کے بعد تا صُور اسرافیل علیہ السلام کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کو آپؐ کے بعد نبوت مل سکتی ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا انکار یا تاویل کرے۔ تو وہ یقیناً کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ کیوں کہ جس طرح ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور خوبصورت سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ جیسا کہ عنقریب اس کے حوالے آتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز۔

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ، متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآنِ کریم | قرآن کریم کی متعدد آیات کریمات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہے مگر ہم اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک ہی آیت کریمہ عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ ۲۲ ۔ الاحزاب ۵)	محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ (تعالیٰ) کا اور مہر سب نبیوں پر ہے اور ہے اللہ (تعالیٰ) سب چیزوں کا جاننے والا۔

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں متعدد اور معتبر تفاسیر میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محبت و شفقت اور پیار کی وجہ سے حضرت زید بن حارثہؓ (المتوفی ۸ھ) کو اپنا متبنّٰی ، لے پالک اور منہ بولا بیٹا بنا لیا اور ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش (المتوفاۃ ۲۰ھ) سے کر دیا تھا۔مگر اختلافِ طبائع کی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا۔اور حضرت زیدؓ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی۔عدت گذر چکنے کے بعد آپ نے اُن سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا۔تاکہ حضرت زینبؓ کی بھی دلجوئی ہو جائے مگر دور جاہلیت کے نظریات کے تحت (کہ وہ لوگ متبنّٰی کی بیوی سے وفات یا طلاق کے بعد عدت گزر چکنے کے بعد بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اسلام میں صلبی اور رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے) لوگوں کے اس اعتراض اور پروپیگنڈے کا خدشہ پیش نظر تھا۔اس لئے آپ اس نکاح سے گھبراتے تھے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے (جسمانی) باپ نہیں۔نہ حضرت زیدؓ کے اور نہ کسی اور کے ہاں رہا

ابوت وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہَاتُہُمْ کی نص سے۔ کیونکہ جب حضرات ازواج مطہرات رضؓ مومنوں کی روحانی مائیں ہیں۔ تو لازماً آپؐ اُن کے باپ ہیں۔ اور حدیث انما انا لکم مثل الوالد الحدیث نسائی ص ج ا سے ثابت ہے۔ تو جب آپؐ حضرت زیدؓ وغیرہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تو بعد از عدت ان کی بیوی سے نکاح کیوں ناجائز ٹھہرا؟ یہ یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ جن کا وجود صحیح احادیث اور کتب تاریخ سے ثابت ہے۔ تاریخی طور پر اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جن کے نام حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُم کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ تھے اور دو فرزند بھی قطعاً اور یقیناً تھے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت ابراہیمؓ۔ کتب احادیث اور تاریخ سے اس کا واضح ثبوت ہے۔ مگر یہ دونوں بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی رجل اور مرد نہیں ہوا۔ ان کے علاوہ آپ کے ایک فرزند اور بھی تھے جن کا نام عبداللہ تھا۔ ان کو طیّب اور طاہر بھی کہا جاتا تھا۔ (مجمع الزوائد ص ۲۱۷ ج ۹ وقال رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات) مگر وہ بھی بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا آپ کی نرینہ بالغ اولاد کوئی نہ تھی۔ صاحبزادیاں ہی تھیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں۔ تو پھر حضرت زیدؓ کی مطلقہ بی بی بہو ہونے کے لحاظ سے آپ پر کیسے اور کیونکر حرام ہو گی۔ باقی رہے دورِ جاہلیت کے غلط نظریات تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان کے مٹانے اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہی مبعوث کیا ہے۔ جن کا مٹانا آپؐ کے فرضِ منصبی میں شامل ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آشکارا کر دیا ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ

کے رسول یعنی اُمت کے روحانی باپ ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔ کہ آپؐ کی آمد پر انبیاءؑ
کرام علیہم السلام کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اکثر علماء عربیت کی اصطلاح کے مطابق افندز دل
اور نبی کا مصداق اور مآل ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام مخلوقِ خدا کو پہنچانے
والا اور ان کو خدائی خبریں سُنانے والا رسول کا مادہ رسالت ہے۔ یعنی پیغام رسانی اور
نبی کا مجرد مادہ نَبَاءٌ ہے۔ جس کے معنی خبر دینا اور ظہور کے ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ
سے حکم پاکر مخلوق کو خبر بھی دیتا ہے۔ اور دلائل معجزات کے اعتبار سے ان کی نبوت
ظاہر بھی ہوتی ہے۔ اور اس کا مجرد مادہ نُبُأَۃٌ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس کے معنی الفوت
الخفی کے ہیں۔ چونکہ وحی لانے والا فرشتہ اُن سے آہستہ گفتگو کرتا ہے اور وہ بھی اس
سے مخفی طریقہ پر محو گفتگو ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے اور نبی کے معنی
راستہ کے بھی ہیں۔ نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ وصول
الی اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی ہوئے (ملاحظہ ہو نبراس ص۱)

اور بعض علماء عربیت کی اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالےٰ کی
طرف سے مستقل کتاب و شریعت عطا ہوئی ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کہ صاحبِ تورات اور صاحبِ شریعت تھے۔ اور نبی وہ ہوتا ہے۔ جس کو نبوت تو
ملی ہو مگر وہ صاحب کتاب و صاحبِ شریعت نہ ہو۔ بلکہ وہ صاحبِ کتاب و
صاحب شریعت رسول کا معاون و وزیر ہو جیسا کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منصب
بیان فرمایا۔ تو لفظ رسول سے وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ یعنی اس دوسری اصطلاح کے
مطابق آپؐ صاحب کتاب و صاحب شریعت ہیں۔ اور جب لفظ خاتم کا مضاف

البیہ بیان کیا تو لفظ النبیین ذکر فرمایا۔ یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ غیر
تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔ اگر اس مقام پر خاتم الرسل کا جملہ ہوتا تو اس
اصطلاح کے موافق شبہ کرنے والے یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ آپؐ تو رسل کے خاتم ہیں
اور رسول وہ ہوتا ہے جو صاحبِ کتاب و صاحبِ شریعت ہو تو اس سے معلوم
ہے کہ آپؐ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور آپ غیر تشریعی نبوت کے خاتم
ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم اور معجز کتاب میں اس باطل شبہ کی بھی گنجائش نہ
کردی۔ اور واضح کردیا۔ کہ آپؐ تشریعی نبوت تو کیا۔ غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن آپؐ کے آنے سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔ جس کی انتظار تھی ؎

نوائے عندلیب آئی ہوائے مشکبار آئی ۔۔۔ سنبھل اے دل ذرا تو بھی سنبھل کامل بہار آئی

خاتم کا معنی

لفظ خاتم اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی مہر کے ہیں۔ جس
طرح لفافہ اور بنڈل وغیرہ میں کوئی چیز رکھ کر اُسے بند کر
کے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے تو کوئی چیز مہر توڑے بغیر نہ تو اس میں رکھی جاسکتی ہے
اور نہ نکالی جاسکتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ کی آمد سے قصرِ نبوت
مکمل ہوگیا۔ اور نبوت کا دروازہ بند اور سیل ہوگیا۔ اور اس پر مہر لگ گئی۔ اب بغیر
مہر توڑے نہ اُسے کوئی کھول سکتا ہے۔ اور نہ اندر داخل ہوسکتا ہے یہی ختم کا معنی
ہے اور یہی اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھے ؎

زمانہ ساز، نظر باز، مدعی سے کہو ۔۔۔ جہانِ عشق میں سکّے وفا کے چلے

لفظ خاتم اور قادیانی

قادیانی بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ خاتم کا معنی

مہر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر ہمارا پورا یقین ہے۔ مگر بقول شاعر ؎

درِ اُمید بھی وا ہے یقین بھی ہے چٹانوں سا — مگر جو دل میں ہے وہ دسوسہ کچھ اور کہتا ہے

قادیانیوں کا کہنا ہے۔ کہ خاتم النبیّین کا یہ مطلب ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہی آگے نبوت چلتی رہے گی۔ وہ یوں کہ آپؐ کا کلمہ پڑھ کر اور آپؐ کی پیروی اور اتباع کرکے ہی کسی کو نبوت ملتی اور مل سکتی ہے۔ ویسے نہیں مگر قادیانیوں کی یہ تاویل بلکہ تحریف قطعاً باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ معنی قرآن کریم، احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع اُمّت کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔ وثانیاً آپؐ کی پیروی ور اتباع کا جذبہ جس طرح خیرالقرون اور اُن کے قریب کے زمانوں میں تھا۔ وہ بعد کو نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اُن مبارک زمانوں میں کسی کو نبوت نہ مل سکی اور اب اس کا دروازہ وا ہو گیا۔ جھوٹے نبیوں کی بات نہیں ہو رہی۔ ان کا حشر تاریخی طور پر سب کو معلوم ہے۔ تفصیلی طور پر کتابیں دیکھنے کی فرصت نہ ہو۔ تو کتاب آئمہ تلبیس مؤلفہ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ فاضل دیوبند ہی کافی ہو گی۔ وثالثاً خاتم کا معنی خود مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمات کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔ (تریاق القلوب ص ۳۷۹)

اس حوالہ کے پیشِ نظر اگر مرزا صاحب خود اور ان کی رُوحانی ذریت خاتم النبیّین

کا یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے آگے نبوت چلتی اور جاری ساری ہے تو خاتم الاولاد کا بھی یہ معنی کریں۔ کہ مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ کے ہاں مرزا صاحب کی مہر لگنے سے تاقیامت ان کے پیٹ سے اولاد نکلتی رہے گی۔ اور یہ مہر خاصی مفید و کارآمد رہے گی۔ یا کم ازکم ان کی والدہ ماجدہ کی زندگی میں ہی ایسا ہوتا رہا۔ کہ مرزا صاحب کی مہر لگتی رہی اور اولاد نکلتی رہی۔ تو پھر وہ خاتم النبیین کا معنی بھی بزعم خویش یہ کر سکتے ہیں۔ گو دوسروں پر وہ حجت نہیں۔ اور اگر وہ خاتم الاولاد کا یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کے بعد ان کی والدہ کے ہاں کوئی اور لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ تو اسی طرح یہاں بھی خاتم النبیین کا یہی معنی متعین ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد تا قیامت کوئی تشریعی یا غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

محمد علی لاہوری کا بیان

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کا سربراہ محمد علی لاہوری جو گو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تو نہیں مانتا۔ مگر مجدد مسیح اور مصلح کا نام تجویز کرتا ہے۔ اور یہ بھی نرا زندقہ اور الحاد ہے۔ اور وفات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائل ہونے کی وجہ سے وہ قطعاً کافر ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنی میں وہ لکھتا ہے کہ

ختم اور طبع کے لغت میں ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ایک چیز کو ڈھانک دینا اور ایسا مضبوط باندھ دینا کہ دوسری چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ (تفسیر بیان القرآن ص ۱۲۳۰ ج ۱۲)

الحاصل خاتم کے معنی مہر کے لے کر بھی ختم نبوت کا مفہوم واضح ہے اور قادیانی لاہوری دونوں کے مسلمات اس پر شاہد ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی

کا ثبوت دیں سے

حذر حذر کہ زمانہ بڑا ہی نازک ہے   خدا نہ واسطہ ڈالے کسی کمینے سے

خاتم ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے

پہلے یہ عرض کیا گیا ہے۔ کہ لفظ خاتم اسم آلہ کا صیغہ کا ہے۔ جو مہر کے معنی میں ہے۔ اور خود فریق مخالف کے قائم کردہ اصول کے مطابق یہ لفظ ختم نبوت پر دال ہے نہ کہ اجرائے نبوت پر اب یہ گذارش ہے کہ لفظ خَاتَمَ باب مفاعلہ کی ماضی بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے صرف و نحو اور لغت کے مشہور امام ابو العباس محمدؒ بن یزیدؒ بن عبد الاکبر المعروف بالمبردؒ (المتوفی ۲۸۵ھ) کے حوالہ سے نقل کیا ہے (تفسیر روح المعانی ص ۲۴/۲۲ج) اس لحاظ سے معنٰی یہ ہو گا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالٰی کے رسول ہیں اور انہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ یعنی ان کی آمد سے نبیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آپ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی یہ نص قطعی ختم نبوت کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ جس کا انکار بغیر کسی مسلوب الایمان والعقل کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ قادیانیوں کی بالکل بے جا تاویل اور تحریف سے نہ تو نص پر کوئی زد پڑتی اور پڑ سکتی ہے۔ اور نہ قادیانیوں کی ایسی تاویلوں سے ان کا ایمان ثابت ہو سکتا ہے۔

قادیانیت بھی خالص کفر کا ایک شعبہ ہے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

ول حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحبؒ (المتوفی ۱۹۵۶ء) سے

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے   ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

اقوالِ مرزا صاحب

کسی لفظ کے معنیٰ کی تعیین کے لئے اصولِ مسلّمہ کے علاوہ فریق مخالف کے اپنے قول اور اقرار سے بہتر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ خاتم بمعنی ختم، قطع اور خاتمہ کے ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِيِّيْنَ (حمامۃ البشریٰ ص۲۱)	بے شک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

نیز لکھا ہے۔

(۲) وَاِنَّ رَسُوْلَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَعَلَيْهِ انْقَطَعَ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِيْنَ (حقیقۃ الوحی ضمیمہ عربی ص۶۴)	تحقیق سے ہمارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خاتم النّبیّین ہیں۔ اوران پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہو گیا ہے۔

مزید لکھتا ہے۔

(۳) ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی و رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔

(ازالہ اوہام طبع قدیم، لاہور ص۱۵۲)

ان واضح اور روشن حوالوں سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ خود مرزا صاحب بھی ختم کے معنی خاتمہ، بند اور انقطاع کے کرتے ہیں۔ اور صاف لفظوں میں لکھتے اور اقرار کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوّت اور رسالت ختم کر دی ہے۔ اور اب وحی و رسالت قیامت تک بند ختم اور منقطع ہے اور آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی ؎

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں   اب کس امید پہ دروازے سے جھانکے کوئی

احادیث ختم نبوت کا مسئلہ جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جن میں سے ایک آیت کریمہ اور اس کی مختصر ضروری تفسیر و تشریح پہلے عرض کر دی گئی ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ احادیث صحیحہ صریحہ اور متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ بطور اختصار کے چند احادیث درج ذیل ہیں۔ جن سے بڑی صراحت و وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ (جن کا مشہور قول کے مطابق نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔ المتوفی ۵۷ھ) فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جو بہت ہی عمدہ طریقہ سے بنایا گیا ہو۔ لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ گھومنے والے اس کے اردگرد گھومتے ہیں۔ اور اس کی بہترین بناوٹ پر تعجب اور حیرت کرتے ہیں۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (بخاری ج۱ ص۵۰۱ مسلم ج۲ ص۲۴۸ ومشکوٰۃ ج۲ ص۵۱۱)	میں وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

اور حضرت جابرؓ (المتوفی ۷۴ھ) کی ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
فانا موضع اللبنة جئت فختمت	کہ (قصر نبوت کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور
الانبياء (مسلم ج۲ ص۲۴۸)	میں نے (یعنی میری آمد نے) نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

اوران کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ !

فانا موضع اللبنۃ ختم بی الانبیاء　　اس اینٹ کی جگہ میں فٹ ہوگیا ہوں

(ابوداؤد الطیالسی ص۲۴۷)　　انبیاء کی آمد مجھ پر ختم اور منقطع ہوگئی ہے

ان صحیح اور صریح احادیث سے صراحۃً معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے قصرِ نبوت مکمل ہوگیا ہے۔ خالی اینٹ کی جگہ پُر ہوگئی ہے۔ اور سلسلۂ نبوت ورسالت ہر طرح سے بالکل بند، منقطع اور ختم ہو چکا ہے۔ خود مرزا صاحب کو جب مسلمان تھے۔ اقرار تھا۔ ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام　　ہر نبوت را بروشد اختتام (سراج منیر)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لئے غنیمتوں کا مال حلال کیا گیا ہے۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے (کہ اس پر بجز مستثنیٰ مواضع کے نماز پڑھوں اور تیمم کروں) اور مجھے تمام (مکلف) مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

وختم بی النبیون (مسلم ص۱۹۹ ج۱ ومسند ابوعوانہ ص۳۹۵ ج۱ ومشکوٰۃ ص۵۱۲ ج۲) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کردیا گیا ہے۔ اوران کی ایک اور روایت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کی سیاست حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے رخصت ہو جاتا تو اس کے بعد اور آجاتا۔

وانہ لا نبی بعدی وستکون خلفاء فتکثر الحدیث (مسلم ص۱۲۶ ج۲)	اور میرے بعد نبی نہیں اور خلفاء بکثرت ہوں گے۔

اس صحیح اور صریح حدیث سے بھی بالکل عیاں ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آمد سے نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۳) حضرت ثوبانؓ (المتوفی ۵۴ھ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ص۲۲۸ ج۲ وترمذی ص۴۵ ج۲ ومشکوٰۃ ص۴۶۵ ج۲)	اور بے شک میری امت میں تیس (کے قریب) بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا۔ کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد اور کوئی نبی نہیں

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلاثون دجالاً کلھم یزعم انہ رسول اللہ (مسلم ج۲ ص۲۹۷ وابوداؤد ج۲ ص۲۴۰)	اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔ جب تک کہ تیس دجال خارج نہ ہوں۔ جو سب کے سب یہ دعویٰ کریں گے۔ کہ وہ اللہ تعالے کے رسول ہیں۔

(۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع و	میں رسولوں کا قائد ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور

مشفع ولا فخر (مسند دارمی ج۱ ص۳۱ طبع المدینۃ المنورہ ومشکوٰۃ ج۲ ص۵۱۴) میں پہلا وہ شخص ہوں جو شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوگی اور اس پر فخر نہیں

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اب اور قیامت کو یہ اعزازات وانعامات مرحمت فرمائے اور وعدہ فرمایا۔ مگر مجھے ان میں سے کسی پر کوئی تکبر اور فخر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خالص عطیات ہیں۔

(۵) حضرت عرباض بن ساریہ (المتوفی ۷۵ھ) فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

وانی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (مسند احمد ج۴ ص۱۲۷ ومشکوٰۃ ج۲ ص۵۱۳ ومجمع الزوائد ج۸ ص۲۲۳) بلا شبہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (تقدیر میں) خاتم النبیین لکھا گیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام گوندھی ہوئی مٹی کی صورت میں تھے

اور یہ حدیث مستدرک میں بھی دو جگہ مذکور ہے۔ ایک جگہ الفاظ یہ ہیں۔

یقول انی عند اللہ فی اول الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ الحدیث (مستدرک ج۲ ص۶۰۰ قال الحاکم والذہبی صحیح) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پہلی نوشت (یعنی تقدیر) میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین ہوں اور بے شک حضرت آدمؑ اپنے گوندھے ہوئے گارے میں تھے۔

اور دوسرے مقام پر الفاظ یہ ہیں آپؐ نے فرمایا کہ!

انی عبد اللہ وخاتم النبیین وابی منجدل فی طینتہ (الحدیث، مستدرک ج۲ ص۴۱۸ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح) بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں (اسی وقت سے) جب کہ میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام اپنے گوندھے ہوئے گارے میں تھے۔

ان صحیح احادیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا صراحۃً مذکور ہے

(۶) حضرت انسؓ (المتوفی ۹۳ھ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ (ترمذی ص۵۱ ج۲ وقال حدیث صحیح غریب ومستدرک ص۳۹۱ ج۴ قال الحاکمؒ والذہبیؒ علی شرط مسلم والجامع الصغیر ص۸۰ ج۱ وقال صحیح والسراج المنیر ص۴۳ ج۲ وقال صحیح	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک رسالت اور نبوت ختم اور منقطع ہوچکی سو میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا۔ اور نہ کوئی نبی (کہ ان کو میرے بعد رسالت ونبوت ملے)

یہ صحیح حدیث بھی تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت کے ختم ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رجب ۹ھ میں تقریباً تیس یا چالیس یا ستر ہزار مجاہدین اسلام کو (جن کے پاس دس یا بارہ ہزار گھوڑے تھے۔ اونٹ وغیرہ اس کے علاوہ تھے) لے کر غزوۂ تبوک کے سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ کو اہل خانہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے (مدینہ منورہ میں آپؐ نے اپنا نائب اس موقع پر حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ المتوفی ۴۳ھ کو مقرر کیا تھا) خلیفہ بنایا جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طور پر جاتے ہوئے اپنی اس مختصر سی غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت علیؓ رومیوں کے خلاف لڑنے کے بڑے مشتاق تھے۔ دل میں کچھ غمگین ہوئے اور فرمایا کہ آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیساکہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص المتوفی

۵۵ھ) فاتح ایران کی روایت میں ہے۔

قال الاترضی ان تکون مِنّی	کیا تو اس پر راضی نہیں کہ (اس نیابت میں)
بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اِلّا	تیری اور میری وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰ
انہ لیس بعدی نبی (وفی روایۃ لانبی	اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تھی
بعدی) بخاری ج۲ ص۶۳۳ و مسلم ج۲ ص۲۷۸	مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس روایت میں بھی اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی اور نہ کوئی نبی آسکتا ہے۔

(۸) حضرت ابوامامہ الباہلیؓ (صدی بن عجلان) (المتوفی ۸۶ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ نے فرمایا۔

یا ایھا الناس انہٗ لانبی بعدی ولا	اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے
امۃ بعدکم فذکر الحدیث (رواہ الطبرانی	بعد کوئی امت نہیں ہے۔

ورجال احد الطریقین ثقات وفی بعضھم ضعف (مجمع الزوائد ج۸ ص۲۶۳)

ان تمام صحیح وصریح احادیث سے ختم نبوّت کا مسئلہ واضح سے واضح تر ہو گیا ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ "میں نہ مانوں" کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ منکر تو یہی کہے گا ؎

آنے دو اُسے جس کے لئے چاک کیا ہے ناصح سے گریباں کو سلانے کے نہیں ہم

اجماعِ اُمّت

جس طرح ختمِ نبوّت کا قطعی عقیدہ قرآنِ کریم، احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں کافی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں

مگر مقالہ کے اختصار کے پیش نظر ہم صرف ایک ہی حوالہ عرض کرتے ہیں حضرت ملا علیؒ القاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ جو گیارہویں صدی کے مجدد بھی بیان کئے جاتے ہیں) فرماتے ہیں کہ

ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر بالاجماع	ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

(شرح فقہ اکبر ص۲۰۲ طبع کانپور)

الحاصل مسئلہ ختم نبوت قرآن وسنت کے قطعی اور واضح دلائل وبراہین سے ثابت ہے اور اجماع اُمت اس پر مستزاد ہے۔ تو اس کے حق وصحیح ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ بہت ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مرزائی یہ کہہ دیں گے ؎

ہم پیروئ احمد مُرسل نہیں کرتے ہے نام مسلماں کا مسلمان کہاں ہیں

فائدہ جن صحیح اور صریح احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو ان کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو رسالت ونبوت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ صحیحہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے کہ آپؐ خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں۔ اگر بالفرض کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے تو اس سے ختمِ نبوت پر زد پڑتی ہے۔ کیونکہ اس سے پیغمبروں کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہو جائے گا اور نمبر شماری بڑھ جائے گی۔ اس کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے بھی گنتی اور عدد جوں کا توں رہتا ہے۔ اور اس سے ختمِ نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی۔ کیونکہ تعدد اور گنتی کے لحاظ سے آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی قصرِ نبوت کی آخری اینٹ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اس صفت میں کوئی بھی آپؐ کا مثیل، نظیر اور ثانی نہیں ہے ؎

ادھر آؤ آئینہ دیکھو یہ کیسا ہے مگر آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے

نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات آسمان دوم پر ان کا وجود اور

قیامت سے قبل اُن کا نزول اور چالیس سال تک حکمرانی کرنا طے شدہ بات ہے۔ امام ابو حیان الاندلسیؒ (المتوفی ۷۴۵ھ) حضرت امام ابن عطیہؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

"اُمتِ مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے جس کی بنیاد متواتر احادیث پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور آخر میں نازل ہوں گے"

(تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)

امام جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

"حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور ان کی نبوت کی نفی کفر ہے" (الحاوی للفتاوی ص ۱۶۶ ج ۲)

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیرؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ ملک شام کے شہر دمشق میں (جامع اموی) کے سفید مشرقی مینار پر (جس کو دمشقی لوگ منارۃ المسیح کہتے ہیں) صبح کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔

(محصلہ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۲)

علامہ محمد طاہر الحنفیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ) فرماتے ہیں کہ

"حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے قریب آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی حدیث متواتر ہے" (مجمع البحار ج ا ص ۲۸۶)

علامہ ابو محمد بن حزم الظاہریؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کسی اور نبی کے آنے کا قائل ہو۔ تو اس کے کفر میں دو مسلمانوں نے کبھی شک نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک امر پر تمام پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ (الملل والنحل ج۳ ص ۱۳۹)

نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ (فتح البیان ص ۲۴۳ ج۲)

غرضیکہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور نزول پر متواتر احادیث موجود ہیں۔ اور امتِ مسلمہ کا اجماع واتفاق اس پر مستزاد ہے۔ جس کا انکار بغیر کسی ملحد کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ نزول آسمان سے ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل من السماء آسمان سے نازل ہوں گے (کتاب الاسماء والصفات للبیہقیؒ ص ۳۰۱ طبع الہ آباد و مجمع الزوائد ص ۳۴۹ ج ۷ و کنز العمال ص ۲۶۸ ج ۷ و منتخب کنز بر حاشیہ مسند احمد ص ۵۶ ج ۲) اور نزول کے بعد وہ چالیس سال تک زندہ رہیں

گے ۔ اور حکومت کریں گے (ابوداؤد ص ۲۳۸ ج ۲ و الطیالسی ص ۲۲۱ و مستدرک ص ۵۹۵ ج ۲ و مجمع الزوائد ص ۲۰۵ ج ۸) یہ حکومت قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہوگی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کے وفادار خلیفہ کے حکم میں ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے

نصوص قطعیہ، احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت سے مسئلہ ختم نبوت کا اتنا اور ایسا قطعی ثبوت ہے کہ اس میں تامل کرنے والا بھی کافر ہے۔ بلکہ صحیح اور صریح احادیث کی رُو سے مُدعیِ نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے۔ مگر یہ قتل صرف اسلامی حکومت کا کام ہے نہ کہ رعایا اور افراد کا۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود (المتوفی ۳۲ھ) سے روایت ہے۔

قال قد جاء ابن النواحة و
بن اثال رسولین لمسیلمة
لی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه
سلم فقال لهما رسول الله صلی
له تعالیٰ علیه وسلم تشهدان
ن رسول الله؟ فقالا نشهد اَنّ
سیلمة رسول الله فقال رسول

وہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے دو سفیر عبداللہ بن نواحہ اور اسامہ بن اُثال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اُن دونوں سے فرمایا کہ تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) آپؐ نے فرمایا۔ کہ میں اللہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمنت باللہ ورسلہ لو کنت قاتلاً رسولاً لقتلتکم قال عبد اللہ فمضت السنة بان الرسل لا تقتل فاما ابن اثال فکفاناہ اللہ واما ابن النواحہ فلم یزل فی نفسی حتی امکننی اللہ تعالیٰ منہ (ابوداؤد الطیالسی ص۳۴ واللفظ لہ ومستدرک ج۲ ص۵۳، قال الحاکم والذہبی صحیح ومشکوٰۃ ج۲ ص۳۴۷ ومسند احمد ج۱ ص۳۹۱ ونحوہ فی الدارمی ص۳۳۲ طبع ہند)

تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اگر میں کسی قاصد کو قتل کرتا تو تمہیں قتل کر دیتا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ (بین الاقوامی دستور اور) سنت یوں جاری ہے کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا رہا۔ ابن اثال کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی کفایت کر دی (اسامہؓ بن اثال بعد کو مسلمان ہو گئے تھے۔ البدایہ والنہایہ ج۲ ص۵۲) اور ابن نواحہ کا معاملہ میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی قدرت دی اور میں نے اُسے قتل کروایا۔

ابوداؤد ج۲ ص۲۴ اور مستدرک ج۳ ص۵۲ میں ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ جو اس حدیث کی صرف متابع اور شاہد ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرنے والا واجب القتل ہے۔ رکاوٹ صرف یہ پیش آئی۔ کہ اس وقت اسامہؓ بن اثال اور عبد اللہ بن نواحہ سفیر تھے۔ اور سنت اور اس وقت کے بین الاقوامی دستور کے مطابق سفراء کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ تاکہ پیغام رسانی میں کسی قسم کی کوئی کمی اور کوتاہی باقی نہ رہ جائے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کوفہ کے گورنر تھے تو عبد اللہ بن نواحہ ان کے قابو آگیا اور وہ اپنے اس باطل عقیدہ سے باز نہ آیا۔ اور توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت قرظہ بن کعب کو حکم

دیا۔ کہ وہ ابنِ نواحہ کی گردن اڑا دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (مستدرک ج ۳ ص۵۲ قال الحاکم والذہبیؒ صحیح)

اور حضرت ابن مسعودؓ نے اس موقع پر ابن نواحہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ!

فانت الیوم لست برسول فامر قرظۃؓ بن کعب فضرب عنقہ فی السوق ثم قال من اراد ان ینظر الی ابن النواحۃ قتیلاً بالسوق۔ (ابوداؤد ج ۲ ص۲۴)

آج کے دن تو تُو قاصد نہیں ہے۔ پھر انہوں نے حضرت قرظہؓ بن کعب کو حکم دیا۔ اور انہوں نے کوفہ کے بازار میں ابنِ نواحہ کی گردن اڑا دی پھر فرمایا کہ جو شخص ابن نواحہ کو بازار میں مقتول دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ لے۔

اور سنن الکبریٰ ج ۸ ص۲۰۶ اور طحاوی ج ۲ ص۱۰۲ میں روایت ہے۔ کہ عبداللہ بن نواحہ کوفہ کی مسجد بنو حنیفہ میں نماز پڑھتا تھا۔ اور اس کے موذن نے اذان میں اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے بعد وَاَنَّ مُسَیْلَمَۃَ (الکذاب) رَسُوْلُ اللہ کہا (معاذ اللہ تعالیٰ)

زندیق کی تعریف

زندیق شرعاً ہر ایسے شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اقرار کرتا ہو اور شعائر اسلام کا اظہار بھی کرتا ہو۔ مگر کسی کفریہ عقیدہ پر ڈٹا ہوا ہو۔ چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں کہ!

وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظہار شعائر الاسلام

اگر وہ شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور شعائر اسلام کا

یبطن عقائد ھی کفر بالاتفاق خُصّ باسم الزندیق۔ (شرح مقاصد ج۲ ص۲۶۸ ومثلہ فی کلیات ابی البقاء ص۵۵۲)

اظہار بھی کرتا ہے۔ لیکن دل میں ایسے عقیدے رکھتا ہے۔ جو بالاتفاق کفر ہیں۔ تو وہ زندیق ہے

اور حضرت ملا علیؒ القاریؒ زندیق کا یہ معنی بیان کرتے ہیں۔

او من یبطن الکفر ویظھر الایمان الخ

یا وہ کفر کو چھپاتا اور ایمان کو ظاہر کرتا ہو۔

(مرقات ج۷ ص۱۰۷)

علامہ ابن عابدین الشامیؒ المتوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں کہ!

فان الزندیق یموہ بکفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھا فی الصورۃ الصحیحۃ وھذا معنی ابطان الکفر اھ (شامی ج۳ ص۳۴۴)

زندیق ملمع سازی کرکے اپنے کفر کو پیش کرتا ہے فاسد عقیدہ کی ترویج کرتا ہے۔ اور اس کو صحیح صورت میں ظاہر کرتا ہے اور کفر کے چھپانے کا یہی مطلب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ احمدؒ بن عبدالرحیمؒ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں۔

وان اعترف بہ ظاھراً لکنہ یفسر بعض ما ثبت من الدین بخلاف ما فسرہ الصحابۃؓ والتابعون واجمعت علیہ الامۃ فھو الزندیق مسوی ج۲ ص۱۰۹

اور اگر وہ ملحد ظاہری طور پر دین کو مانتا ہے مگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی ایسی تفسیر کرتا ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور اُمت کے اجماع کے خلاف ہو۔ جیسے قادیانی خاتم النبیین کا معنی کرتے ہیں۔ تو وہ زندیق ہے۔ (صفدر)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (المتوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ:

زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقائد کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

(کذا فی الشافی) (جواہر الفقہ ج ا ص ۲۹)

نرا وہم

خود قادیانیوں کو اوران کے کفر میں تردد کرنے والے بعض نوخیز انگریزی خوانوں کو یہ وہم ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اوران کی جماعت نے پاک وہند اور بعض دیگر ممالک میں اسلام پھیلایا۔ اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ لہذا ان کی تکفیر مناسب نہیں۔ لیکن یہ ان کا نرا دجل اور مکر ہے۔ اولاً اس لئے کہ ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ کا انکار کرنا اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کی حیات ونزول کا انکار کرنا۔ اور ظالم انگریز کی تائید میں تعریف کے پُل باندھ دینا اور پچاس الماریاں اس کی تائید میں لکھ مارنا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟ اور یہ خرافات دین اسلام کے کن عقائد کا نام ہے؟ اگر معاذ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو مٹانا اور اس کے بنیادی عقائد کو بدل ڈالنا اور پیغمبروں کی قابل احترام ہستیوں کی کھلے طور پر توہین کرنا اسلام کی خدمت ہے۔؟ تو قادیانیوں کی اپنی خانہ ساز اصطلاح اور اختراع ہے۔ وثانیاً اگر بالغرض کسی کافر وفاجر سے دین کی کوئی تائید ہو بھی جائے۔ تو اس سے اس کا مسلمان اور متقی ہونا کیونکر اور کیسے ثابت ہو جائے گا۔؟ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کہ غزوۂ خیبر میں قزمان نامی منافق نے میدانِ

...دین بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور وہ زخمی ہوا اور خودکشی کرلی۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ...کے بارے میں فرمایا کہ!

...ن الله لیئوید هذا الدین بالرجل الفاجر (بخاری ج۲ ص۶۰۴ و ج۲ وسنن الکبریٰ ج۸ ص۱۹۷) — بے شک اللہ تعالیٰ فاجر کے ذریعہ بھی اس دین کو تقویت پہنچا دیتا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں جو حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے یوں آتا ہے

...یشد د هذا الذین برجال لیس لهم عند الله خلاق (الجامع الصغیر ج۱ ص۲۶ وقال صحیح والسراج المنیر ج۱ ص۳۵۱ قال حدیث صحیح۔) — عنقریب اس دین کو ایسے مردوں کے ساتھ مضبوط کیا جائے گا جن کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ایمان وخیر کا) کوئی حصہ نہ ہوگا۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ باطل فرقوں میں سے کسی شخص کے قول وفعل سے دینِ اسلام کی تقویت تو ہوسکتی ہے۔ مگر اسلام کے کسی مسئلہ اور پہلو کی تائید وتقویت سے ...جر د ملحد وزندیق کا ایمان واسلام اور تقویٰ ثابت نہیں ہوسکتا اور اس کے مومن ومسلم کہلانے ...سے وہ مومن ومسلم نہیں ہوسکتا کیونکہ اسلام کے قطعی عقائد سے اس کا انکار ہوتا ہے اور دل ایمان وایقان سے خالی ہوتا ہے ؎

سفر کی سمت کا کوئی تعین ہو تو کیسے ہو — غبار کارواں کچھ، راستہ کچھ اور کہتا ہے

محض نبوت کے زبانی اقرار سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا

حضرات فقہاء کرامؒ محدثین عظامؒ اور

متکلمین ذوی الاحترام کے نزدیک ایمان کی شرعی تعریف یہ ہے۔

واما فی الشرع فھو التصدیق بما علم مجیئ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ ضرورۃ تفصیلا فیما علم تفصیلاً واجمالاً فیما علم اجمالاً وھذا مذھب جمھور المحققین (فتح الملہم ج ۱ ص ۱۵۲)	شریعت میں ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ان ضروری چیز کی تصدیق کی جائے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ جو چیزیں تفصیلاً معلوم ہوں۔ ان کی تفصیلاً تصدیق ہو اور جو چیزیں اجمالاً معلوم ہوں ان کی اجمالاً تصدیق ہو۔ یہی جمہور محققین کا مذہب ہے۔

اس سے ایمان کا شرعی معنی واضح ہوگیا۔ نہ یہ کہ محض آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے کوئی مسلمان ہوسکتا ہے۔ امام ابو محمد عبدالملک بن ہشام (المتوفیٰ ۲۱۳ یا ۲۱۸ھ) مسیلمہ (بن حبیب وقیل ابن ثمامہ ابو ثمامہ الکذب) کے بارے لکھتے ہیں۔ کہ!

واحل لھم الخمر والزنا ووضع عنھم الصلواۃ وھو مع ذلک یشھد لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ نبی (السیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۷۷)	مسیلمہ نے ان کے لئے شراب و زنا کو حلال کیا۔ اور نمازوں کی چھٹی دے دی۔ مگر باایں ہمہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں یہ شہادت دیتا تھا کہ آپ نبی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں شراب و زنا کی حرمت قطعی ہے۔ ان کو حلال کرنا اور نمازوں کو معاف کرنا۔ جن کا پڑھنا اور ادا کرنا آپ کی شریعت میں دین کی بنیاد ہے۔ قطعاً کفر ہے۔ پھر محض زبانی طور پر آپ کی نبوت کے

کرنے سے مسیلمہ کذاب کو کیا فائدہ ہوا ؟
اور وہ کفر سے کیونکر بچ سکا۔ اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کرنے سے وہ غَضَبٌ عَلٰی
ب اور کفر فوق کفر کا مرتکب ہوا۔ (عیاذ باللہ تعالیٰ)
شیخ الاسلام حافظ احمدؒ بن عبد الحلیمؒ ابن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ۔

اجمع المسلمون ان من سبّ ... تعالیٰ او سبّ رسولہٗ صلی اللہ ... تعالیٰ علیہ وسلم او رفع شیئاً ممّا ... انزل اللہ او قتل نبیّاً من انبیاء ... اللہ انہ کافر وان کان مقرّاً بما انزل ... اللہ تعالیٰ ام	تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہا۔ یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام میں سے کسی کو رد کر دیا۔ یا اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو شہید کر دیا۔ تو وہ شخص کافر ہے اگرچہ زبانی طور پر وہ ما اَنْزَلَ اللہ تعالیٰ کا مُقر ہو۔

(الصارم المسلول ص۵۱۲)

یہ تمام صریح حوالے اس پر دال ہیں۔ کہ صرف زبانی طور پر اسلام کا دعویٰ کرنا یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار کر لینا ہی مسلمان کہلانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ تمام ضروریات دین کا یقین و اذعان کرنا ضروری ہے۔ لاریب فیہ۔

مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی حقیقت اور ضرورت

آج سے تقریباً دو سو سال پہلے انگریز قوم نے کئی سمندر پار سے تاجرانہ صورت میں آکر سونے کی چڑیا (ہندوستان) پر مکارانہ اور غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ اور مجاہدین اسلام اور حریت پسندوں سے متعدد معرکوں میں مقابلہ بھی

کیا۔ جن میں معرکہ شاملی وغیرہ بھی شامل ہے۔ مگر اپنے تدبر اور عیاری سے اپنا اقتدار
اور تسلط پورے ہندوستان پر جمالیا اور اس کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوگئی
اس دور میں ہندوستان میں علمی عملی اور سیاسی طور پر مسلّم شخصیت حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا فتویٰ پورے ہندوستان میں گونج
رہا تھا۔ کہ انگریز کے تسلط جمالینے کے بعد ہندوستان دارالحرب ہے (ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی
جلد اصفحہ ۱۷ وج ۲ صفحہ ۱۱) علماء کرام اور عامۃ المسلمین اس فتویٰ سے بڑے متاثر اور مطمئن
تھے۔ برعکس اس کے انگریز اس سے بہت ہی خائف اور پریشان تھا۔ وہ چاہتا تھا
اس کا اثر بالکل زائل یا کم ہو۔
اس وقت ایک طرف تو بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں
صاحب نے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام لکھ کر انگریز کا کچھ غم ہلکا کیا
اور پھر ان کے فرزند فاضل ابن الفاضل ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب
اور ان کے تقریباً تیرہ ہمنوا جید علماء اور مصدقین نے اختراعی مقدمات جوڑ جوڑ کر انگریز
کے خلاف جہاد کو حرام حرام قرار دیا۔ (دیکھئے طرق الہدیٰ والارشاد صفحہ ۲۱ طبع بریلی) اور
دوسری طرف بعض غیر مقلدین حضرات نے اپنے جاہ و جلال اور ریاستوں کی حفاظت
اور انگریز کی کاسہ لیسی کی خاطر انگریز قوم کے خلاف جہاد حرام قرار دیا۔ چنانچہ نواب
صدیق حسن خاں صاحبؒ لکھتے ہیں کہ۔ کہ کسی نے نہ سنا ہوگا۔ کہ آج تک کوئی موحد
متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ
انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا۔ اور حکام انگلشیہ
سے برسر عناد ہوئے۔ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ (الحمد للہ تعالیٰ کہ جاہل

کا یہ شرف احناف کو حاصل ہے۔ صفدر) نہ متبعان حدیث نبوی بلفظہ (ترجمان وہابیہ صـ۲۵) اسی اثناء میں انگریزی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے انگریز کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کو جعلی نبوت عطا ہوئی۔ تاکہ وُہ جہاد کو منسوخ کرکے انگریز کے قدم مضبوط کرے۔ اور دینی طور پر لوگوں کی ذہن سازی کرے اور یہ خالص حقیقت ہے کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودا نے انگریز کے لئے بہت کچھ کیا۔ اور اس کے حق میں بہت کچھ کہا ہے اور اسی خانہ ساز طریقہ سے اس نے اسلام کی مضبوط در سیسہ پلائی ہوئی دیواروں میں دراڑیں ڈالنے کی بے حد کاوش اور سعی کی اور انگریز نے اس سے کرائی ہے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب نے برمحل یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ؎

کاٹنا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا ۔۔۔ قادیاں کے لندنی ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ

مولانا موصوفؒ نے جو فرمایا ہے وہ سراسر حقیقت ہے۔ مرزا صاحب نے براہین (نامی کتاب) کی پچاس جلدیں لکھنے کا اعلان کیا اور اس کے لئے خوب چندہ فراہم کیا جب پانچ جلدیں لکھ چکے تو چُپ سادھ گئے۔ لوگوں نے وعدہ پورا کرنے کا تقاضا کیا۔ تو یوں گویا ہوئے۔ پہلے پچاس ۵۰ لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس ۵۰ سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے اور (صفر) کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہو گیا۔ (بلفظہ براہین حصہ پنجم صـ۷)

سبحان اللہ تعالیٰ اربعین (نامی کتاب) کے چالیس نمبر لکھنے کا اعلان کیا۔ جب چار حصے لکھ کر تُرکی ختم ہو گئی اور چندہ ہضم ہو گیا۔ تو یہ کہا کہ چار کو بجائے چالیس کے خیال کرو (اربعین ج ۴ صـ۱۴) یعنی ایک صفر اور زیر دائیں طرف سے ڈال کر پانچ

کو پچاس اور چار کو چالیس بنا ڈالو کیا خوب ! یہ فریب کاری اور جعل سازی جعلی
نبی ہی کا شیوہ ہے۔

مرزا صاحب نے صداقتِ اسلام پر تین سو دلائل پیش کرنے کا دعویٰ اور اعلان
کیا۔ جب چندہ اکٹھا اور عیش کوشی کا سامان مہیا ہوگیا تو صرف دو دلیلیں لکھ کر
خاموش ہو گئے (دیکھئے براہین صـ۷ حصہ پنجم) اب یہ بات تو مرزا غلام احمد صاحب
کی خانہ ساز نبوت ہی جانے کہ دو کو تین سو پر کیسے فٹ کیا جا سکتا ہے ! اور اس
صریح مکر و فریب کا ان پاس کیا جواز ہے ؟ مگر یہ نہ پوچھئے آخر انگریزی نبی جو ہوئے
؎ دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی ایک سے دن کہا دوسرے سے رات کہی

مرزا صاحب کا اپنا اقرار

بجائے اس کے کہ ہم دیگر مؤرخین کے حوالوں سے یہ ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے
جہاد کو حرام قرار دیا۔ اور انگریز کی بڑھ چڑھ کر اور ایڑی چوٹی کا زور صرف کرکے حمایت
و تائید کی خود ان کے اپنے حوالے ہی کفایت کریں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

(۱) میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گذرا
ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس
قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہارات شائع کئے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور
کتابیں اکٹھی کی جائیں۔ تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تریاق القلوب طبع اوّل صـ۱۵ و طبع دوم صـ۲۷)

جس شخص کی زندگی کا بیشتر حصہ انگریزی حکومت کی تائید و اطاعت اور جہاد
کی ممانعت و مخالفت میں گزرا۔ اور اس قدر اُس نے کتابیں اور رسالے لکھے ہوں

کہ ان سے پچاس الماریاں بھر جاتی ہوں۔ تو ایسے شخص کے انگریزی سلطنت کے وفادار اور خود کاشتہ پودا ہونے کے بارے میں کیا شک و تردد ہو سکتا ہے؟

(۲) ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے۔ اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص۷)

(۳) میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔
(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۷)

(۴) میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس ۲۲ برس سے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے۔ کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔
(تبلیغ رسالت جلد دہم ص۲۶)

(۵) مرزا صاحب نے جہاد کی مخالفت اور ممانعت پر جہاں نثر کے ذریعہ زور لگایا ہے وہاں نظم و شعر میں بھی جہاد کی حرمت کو خوب خوب اُجاگر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ ؎

چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال

دشمن ہے وہ خُدا کا جو کرتا ہے اب جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۹)

(۶) بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے (تحفہ گولڑویہ ص۱۲۸ و نہج المصلی ص۳۸۰)

(۷) سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ (تبلیغ رسالت ص۲۵ و ص۲۶)

ان تمام صریح اور روشن حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ غلام احمد قادیانی کی بعثت از طرف برطانیہ محض اپنی تائید و اطاعت کو نمایاں کرنے اور جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ہوئی تھی۔ اور مرزا صاحب کے چیلوں نے دین کے لئے لڑنے کو حرام سمجھ کر انگریز کے ہاتھ خوب مضبوط کئے۔ اور آج بھی انہی ممالک میں ان کے اڈے ہیں۔ جہاں انگریز کا ذہن اور تہذیب و تمدن موجود ہے۔ کیونکہ فطری امر ہے۔ کہ ہر درخت اپنے مناسب ماحول ہی میں برگ و ثمر لاتا ہے۔ تو قادیانیت کا خود کاشتہ پودا بھلا اس فطری معاملہ سے کیسے الگ رہ سکتا ہے۔

صریح دھوکہ قادیانی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی ہیں آپؐ پر جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی ہے۔ اور مرزا صاحب تو آپؐ کے اُمتی اور غیر تشریعی نبی ہیں لہٰذا مرزا صاحب کو اُمتی اور غیر تشریعی نبی تسلیم کرنے سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور لفظ خاتم النبیین اپنے مقام پر فٹ رہتا ہے مگر یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اوّلاً۔ اس لئے کہ ہم نے قرآن کریم اور صریح و صحیح احادیث کے حوالے سے یہ بات عرض کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے۔ نہ تو آپؐ کے بعد کوئی شریعت والا نبی پیدا

ہوسکتا ہے۔ اور نہ غیر شریعت والا (ثانیاً) اس لئے کہ مرزا صاحب نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو۔ کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ (رسالہ اربعین ع۴ ص۶)

اس حوالہ سے بالکل واضح ہوگیا۔ کہ مرزا صاحب کا صاحب الشریعۃ نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور ان کی وحی میں بقول اُن کے اوامر بھی ہیں اور نواہی بھی! ایک امر تو ہے کہ جہاد حرام ہے۔ اب جو شخص دین کے لئے جہاد کرتا ہے۔ تو بقول مرزا صاحب وہ خدا کا دشمن اور نبی کا مُنکر ہے۔ اور یہ حُرمت جہاد بھی قطعی ہے۔ بھلا عین ضرورت کے وقت اس وحی سے جو ٹیچی (مرزا صاحب کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ٹیچی تھا۔ حقیقۃ الوحی ص۳۳۲) کی طرف سے آئی سفید فام آقا کیوں خوش نہ ہوتا۔

مطیع ہونے کا دعویٰ باطل ہے

خود مرزا صاحب اور ان کی رُوحانی ذرّیت مسلمانوں کو یہ بھی باور کراتے ہیں کہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تابع مطیع اور فرمانبردار ہیں، اور

ان کی (جعلی اور اختراعی) نبوت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل، سایہ اور بروز ہے۔ مگر مرزا صاحب کے اپنے بیانات اس کے خلاف ہیں وہ معاذ اللہ تعالیٰ اپنے کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین بلکہ آپ سے بڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

(۱) ؎ منم مسیح زماں منم کلیم خدا — منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد
(تریاق القلوب ص۳)

؎ آدمم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ دادہ است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
(نزول المسیح ص۹۹)

(۲) — جو شخص مجھ میں اور نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے۔ اس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱) (معاذ اللہ تعالیٰ) ان عبارات میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو معاذ اللہ تعالیٰ عین محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ثابت کیا ہے۔

(۳) — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دین کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی، مگر مرزا صاحب کے وقت چودھویں رات کے چاند اور بدر جیسی ہے (محصلہ خطبہ الہامیہ ص۱۸۱) نیز لکھتا ہے۔ پہلے اسلام ہلال تھا اب بدر ہو گیا ہے (ایضاً محصلہ ص۱۸۴، ص۱۹۸)

(۴) — غلبہ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے وقت ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت ص۸۳)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں (تحفہ گولڑویہ ص۶۷) مگر مرزا صاحب کے دس لاکھ نشان ہیں (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱) معجزہ اور نشان ایک ہوتا ہے۔
(نصرۃ الحق ص۴۷ مؤلفہ مرزا غلام احمد)

(۶) مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا (حقیقۃ الوحی ص۸۹) مرزا صاحب عجیب ظلی، بروزی مطیع اور غیر تشریعی نبی ہیں۔ کہ ان کا تخت تو سب نبیوں سے اوپر اور اونچا بچھایا گیا۔ مگر ذو ظل نیچے رہے۔

(۷) نیز لکھا ہے کہ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد ۱ ص۲۳۶)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قارئین کرام! کہاں تک مرزا قادیانی کی خرافات نقل کی جائیں۔ ان کی جملہ کتابیں ایسی خرافات سے پُر ہیں۔ ان حوالوں میں مرزا صاحب نے پہلے تو معاذ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مُدغم ہونے اور آپ میں حلول اور اتحاد کا باطل دعویٰ کیا ہے۔ پھر اگلی عبارات میں آپؐ سے معاذ اللہ تعالیٰ فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی تابع اور مطیع کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اور ظلی بروزی کے چکر میں الجھا کر اپنا اُلّو سیدھا کیا ہے۔ یہ عجیب ظل اور سایہ ہے۔ کہ اصل اور ذی ظل تو تین ہزار بار حرکت کرتا ہے (کہ آپؐ سے تین ہزار معجزے صادر ہوئے) مگر سایہ دس لاکھ مرتبہ اُٹھتا، اُچھلتا، ناچتا اور کودتا ہے۔ اور لُطف یہ ہے۔ کہ ہے د

پھر بھی اصل کا سایہ اور ظل ہی مرزا صاحب کی یہ نرالی منطق ہے۔

(۸)۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ منقول از ریویو جلد اول ص۲۵۷)

(۹)۔ نیز لکھا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۴۹ و دافع البلاء ص۲)

بلکہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سے بڑھ کر توہین کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ!

(۱۰)۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۱)۔ آپ کا خاندان بھی نہایت ہی پاک ومطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

(۱۲)۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵)

(۱۳)۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف (نجار) اور مریم کی اولاد تھی۔ (حاشیہ کشتی نوح ص۱۶)

(۱۴)۔ چونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک نجاری (بڑھیوں اور ترکھانوں) کا کام بھی کرتے تھے۔ (ازالۃ الاوہام ص۱۲۵)

(۱۵) ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے۔ جو اس عقدہ کو حل کرے۔ (اعجاز احمدی ص۱۴)

(۱۶) اور مریم کی وہ شان ہے۔ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کی ہدایت و اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توراۃ عین حمل میں نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعداد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی۔ کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں۔ کہ سب مجبوریاں تھیں۔ جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتیٔ نوح ص۱۶) معاذ اللہ تعالیٰ

ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے

جس طرح ضروریات دین میں سے کسی عقیدہ کا انکار کفر ہے اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور ایسے مقام پر عمدہ سے عمدہ اور خوبصورت سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ حقیقت کو واضح کرنے کے لئے چند حوالے عرض کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

(۱) علامہ محقق الحافظ محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانیؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) لکھتے ہیں۔

لان الکفر ھو جحد الضروریات من الدین او تاویلھا۔	ضروریات دین کا انکار اور ان کی تاویل کفر ہے۔

(ایثار الحق علی الخلق ص۴۲۴)

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

مذهب الاكثرين من الائمة وجماهير علماء الامة وهو التفصيل والقول بان التاويل فى القطعيات لا يمنع الكفر (اتحاف ج۲ ص۱۳)	اکثر آئمہ اور جمہور علماء اُمت کے مذہب میں قول مفصل یہ ہے کہ قطعیات (اور ضروریات دین) میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی۔

(۲) ــــ مشہور متکلم علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ الخیالیؒ (المتوفی ۸۷۰ھ) اور عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (المتوفی ۱۰۶۰ھ) لکھتے واللفظ لہٗ

التاويل فى ضروريات الدين لا يدفع الكفر (الخیالی ص۱۴۱ مع حاشیہ فاضل سیالکوٹیؒ)	ضروریات دین میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی۔

(۱۳) ــــ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ!

ثم التاويل تاويلان تاويل لا يخالف قاطعا من الكتاب والسنة واتفاق الامة وتاويل يصادم ما ثبت بالقاطع فذالك الزندقة (مسوی ج۲ ص۱۰۹)	تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک تاویل وہ ہے جو کتاب وسنت اور اتفاق امت کے قطعی دلائل کے مخالف نہ ہو اور دوسری تاویل وہ ہے جو اس چیز سے متصادم ہو جو قطعی طور پر ثابت ہے۔ ایسی تاویل زندقہ

حافظ ابن الہمام محمدؒ بن عبدالواحد (المتوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ!

الاتفاق على ان ما كان من اصول الدين وضرورياته	اس پر اتفاق ہے کہ اصولِ دین اور ضروریات دین کی جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کی

ن انخالف فیه (سائرہ ص۲۱۲ ج۲ طبع مصر) تکفیر کی جائے گی۔

اور علامہ ابن عابدین الشامیؒ (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ!

لان فی کفر المخالف فی ضروریات حضرات فقہاء کرامؒ کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف
سلام وان کان من اھل القبلة نہیں ہے کہ جو شخص ضروریات اسلام کا منکر
والمب طول عمرہ علی الطاعات کما ہو وہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو
شرح التحریر اور اپنی ساری زندگی اس نے طاعات وعبادات
(رد المختار ج۳ ص۲۷۷) میں گذار دی ہو۔

علامہ ابو البقاءؒ (المتوفی سنہ ھ) فرماتے ہیں کہ!

لا نزاع فی اکفار منکر شئی من جس شخص نے ضروریات دین میں سے
ضروریات الدین۔ کسی ایک چیز کا انکار کیا تو اس کی تکفیر میں
(کلیات ابی البقاء ص۵۵۴) کوئی نزاع نہیں ہے۔

اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں

د تکفیر آنہا جرأت نباید نمودند تا اہل قبلہ کی تکفیر کے بارے میں فرماتے ہیں
ما نیکہ انکار ضروریات دینیہ نمایند کہ ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہیئے
ر دِ متواترات احکام شرعیہ نکنند الخ تا وقتیکہ وہ ضروریات دینیہ اور احکام شرعیہ کے
(مکتوبات امام ربانی ج۲ ص۳۶ و ج۱ ص۹۰) متواترات کا انکار نہ کریں۔

اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں

اگر مخالف ادلہ قطعیہ است یعنی نصوص اگر ادلہ قطعیہ یعنی نصوص متواترہ اور اجماع
متواترہ واجماع قطعی است او را کافر باید قطعی کا مخالف ہو تو اُسے کافر ہی

شمروا ہ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶) سمجھنا چاہیئے۔

ان تمام صاف اور صریح حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی۔ کہ جس طرح ضروریات دین میں سے کسی قطعی اور ثابت شدہ امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے۔ اور تاویل ایسے مردوں کو کفر سے نہیں بچاتی۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ وغیرہ بزرگوں کے حوالوں سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہوگئی۔ کہ کتاب وسنت متواترہ اور اجماع امت سے جو چیز ثابت ہو۔ وہ قطعی اور ضروریات دین میں سے ہوتی ہے۔

اور بحمداللہ تعالیٰ مسئلہ ختم نبوت کتاب وسنت کے روشن دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ بقدر ضرورت اسی پیش نظر مقالہ میں حوالے مذکور ہیں۔

نعمت اللہ قادیانی کی افغانستان میں سنگساری

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک چیلہ نعمت اللہ قادیانی، غازی امان اللہ خان مرحوم شاہ افغانستان کے دور میں افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں کے جید علماء کرام اور غیور مسلمانوں نے اسے گرفتار کروایا اور اسلامی عدالت کی طرف سے اس کے سنگسار کرنے کا فیصلہ صادر ہوا۔ چنانچہ اس کو بر سرِ عام سنگسار کیا گیا۔ اور قادیانیت کے فتنہ بازوں کو پھر وہاں جانے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور وہ علاقہ اس طرح قادیانیت کی نحوست سے محفوظ رہا۔ اس نعمت اللہ کے سنگسار کئے جانے پر مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مسٹر محمد علی لاہوری اور ان کے چیلوں نے ہندوستان میں خوب واویلا مچایا اور اخبارات ورسائل میں اس پر بڑی لے دے کی۔ اس دور میں حضرت مولانا شبیر احمد

حب عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ بعمر ۶۴ سال ایک ماہ بارہ دن) نے علماء افغانستان
ی فتوی کے درست ہونے اور نعمت اللہ کے ارتداد کی وجہ سے قتل کئے جانے کو
آن کریم صحیح احادیث اور فقہاء ملت کے صریح فتووں سے جائز ثابت کیا۔ اور
ل پر انہوں نے علمی رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس کا نام الشہاب الرجم الخاطف المرتاب
نویز فرمایا۔

یہ رسالہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں تحریر کیا گیا۔ اس رسالہ کو سر ظفر اللہ خاں
رتد کی کوشش سے (جو بدقسمتی سے اس وقت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا۔ اور اسی
ی وجہ سے ابتدا میں پاکستان کے تعلقات حکومت افغانستان سے خاصے کشیدہ
ہے بلکہ خراب کئے گئے) پاکستان میں خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ حضرت
ولانا عثمانیؒ پاکستان کے شیخ الاسلام تھے۔ مگر کچھ نہ کیا جا سکا۔ اور یہ رسالہ ضبط کر
لیا گیا۔ اس رسالہ میں حضرت مولانا عثمانیؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح حوالوں
سے اس کے ادعائے نبوت کا اور تمام اہل اسلام کے ہاں ختم نبوت کے قطعی عقیدہ
کی مرزا قادیانی کی طرف سے بے جا اور باطل تاویلات اور تحریفات کا ذکر کر کے اس
کا ملحد و زندیق ہونا اور قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے مرتد کا واجب القتل ہونا
ثابت کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کی ختم نبوت کو رد کرنے
والی تصریحات ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسلام کے قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ
سے مرتد اور زندیق ہے اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی

رہے۔ اور ان کی حمایت میں لڑتی رہے۔ وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے۔ خواہ وہ
قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں۔ جب تک وہ ان تصریحات کے غلط اور
باطل ہونے کا اعلان نہ کرے گی۔ خدا کے عذاب سے خلاص پانے کی اس کے لئے
کوئی سبیل نہیں بلفظہٖ (الشہاب صفہ طبع دیوبند)

اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا۔ کہ پاکستان کے شیخ الاسلام کے نزدیک
مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری مرتد اور زندیق ہیں اور قتل کے بارے
وہ یہ حوالہ نقل کرتے ہیں کہ

وقد اتفق الائمۃ علیٰ ان من ارتد عن الاسلام وجب قتلہٗ وعلیٰ ان قتل الزندیق واجب وھو الذی یسرّ الکفر ویتظاھر بالاسلام۔	بلاشبہ تمام حضرات ائمہ کرامؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اور اس پر بھی ان کا اجماع ہے۔ کہ زندیق کا قتل کرنا بھی واجب ہے اور وہ ایسا شخص ہے جو کفر کو چھپاتا اور اسلام کا اظہار کرتا ہے۔
(المیزان الکبریٰ ج۲ صفہ ۱۶۵ لعبد الوہاب شعرانیؒ)	

مرتد کی سزا

اسلام میں غیر مسلموں کے لئے تبلیغ و ترغیب تو ہے۔ لیکن لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّین کے قاعدہ کے مطابق جبراً کسی کو مسلمان
نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ہے۔ اور وہ بدبخت اسلام سے پھر کر مرتد
ہو جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو وہ خدا تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا باغی ہے۔ جب دنیا کی کسی حکومت میں باغی کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ
تختۂ دار پر لٹکائے جانے کے قابل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے باغی کے لئے رعایت

کی گنجائش کیسے؟ بلکہ اگر قتل سے کوئی زیادہ سزا ہوتی تو وہ اس کا بھی مستحق ہے
مرتد کا قتل کرنا قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے بچھڑے کی عبادت کر کے ارتداد اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے

فَتُوبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ (پ ۱، البقرہ رکوع ۶)

سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر تفاسیر میں لکھا ہے۔ کہ جن لوگوں نے گئوسالہ پرستی کی تھی اور جو مرتد ہو گئے تھے۔ ان کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کرایا گیا۔ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی۔ اور ان لوگوں کے واقعہ کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ۝ (پ ۹۔ الاعراف رکوع ۹)

اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے والے کو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے۔ بلفظہٖ اور الشہاب میں انہوں نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو۔ کہ قتل مرتدین کا یہ فیصلہ تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا حکم تھا اور ہماری شریعت اس کے علاوہ ہے۔ تو جواب یہ ہے

کہ اوّلاً تو ہمارا استدلال صرف فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ کے جملہ سے ہی نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھا۔ جو اس کے مخاطب تھے بلکہ وَكَذَالِكَ نَجْزِی المفترین کے جملہ سے بھی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے بارے اپنی عادت جاری بیان فرمائی ہے۔ کہ مرتدوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں یا دیں گے۔ کیونکہ نَجْزِیْ مضارع کا صیغہ ہے۔ جس میں حال اور استقبال کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ تو اس میں اللہ تعالےٰ نے مرتدوں کی سزا کے بارے میں اپنی عادتِ جاریہ کا ذکر فرمایا ہے جو واضح ہے۔ (ثانیاً) اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ!

و شرائع من قبلنا تلزمنا اذا قص اللہ و رسولہ من غیر نکیرالخ (نور الانوار ص۲۱۶)	ہم سے پہلے کی شریعتوں کے احکام جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان کئے ہوں اور ان پر نکیر نہ کی ہو تو وہ ہم پر بھی لازم ہیں۔

اور قتل مرتد کی اللہ تعالیٰ نے وَكَذَالِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْن میں تائید کی ہے نہ کہ تردید اور اسی طرح آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح احادیث قتل مرتد کی تائید کرتی ہیں۔ نہ کہ نکیر و تردید تو قرآن کریم کی نصِ قطعی سے مرتد کی سزا قتل ثابت ہوئی۔ جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ تردّد نہیں ہے۔ البتہ لَا تُسَلِّمُہٗ کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منکروں کے انکار کو خاطر میں نہیں لانا چاہیئے۔ اور حق کے میدان میں بلاخطر چلنا چاہیئے۔ ؎

میدان میں گرجتا ہوا شیروں کی طرح چل تو شیر ہے دشمن کے کلیجے کو ہلا دے

احادیث (١) حضرت عکرمہؒ (المتوفی ۱۰۷ھ) سے روایت ہے کہ!

ان علیاً حرق قوماً فبلغ ابن عباسؓ فقال لو کنت انا لم احرقهم لان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لاتعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم کما قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من بدّل دینهٗ فاقتلوه۔ (بخاری ج۱ ص۴۲۳ وج۲ ص۱۰۲۳ وترمذی ج۱ ص۱۵۱ وفیه فبلغ ذالک علیاً فقال صدق ابن عباسؓ وقال هذا حدیث حسن صحیح وابوداؤد ج۲ ص۲۴۲ ونسائی ج۲ ص۱۵۱ ومشکوٰۃ ج۲ ص۳۰۷ وسنن الکبریٰ ج۸ ص۱۹۵)

حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی، تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا نہ دو، بلکہ میں ان کو قتل کر دیتا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا۔ تو اس کو قتل کر دو، ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی یہ بات حضرت علیؓ کو پہنچی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت یوں ہے۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من بدّل دینه فاقتلوه (ابن ماجه ص۱۸۵ واللفظ له ومسند احمد ج۱ ص۲۱۷ ومسند حمیدی ج۱ ص۲۴۴ وسنن الکبریٰ ج۸ ص۱۹۵ ومشکوٰۃ ج۲ ص۳۰۷ والجامع الصغیر ج۱ ص۱۶۹ وقال صحیح وسراج المنیر ج۳ ص۳۴۱)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا۔ تو اسے قتل کر دو۔

اس صحیح حدیث سے مرتد کا قتل بالکل آشکارا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آنجہانی مسٹر غلام احمد پرویز کی طرح کسی کج فہم کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث میں من بدل دینہ فاقتلوہ کے عمومی الفاظ سے اسلام سے پھر جانے والے مرتد کا قتل ثابت اور متعین نہیں ہوتا۔ کیونکہ من بدل دینہ میں الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہودی کا عیسائی ہو جانا یا عیسائی کا ہندو یا سکھ ہو جانا یا ہندو کا مسلم اور یہودی وغیرہ ہو جانا وغیر ذالک۔ تو اس سے اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والے کا قتل کیسے متعین ہوا؟

الجواب یہ شبہ نہایت ہی سطحی ذہن کی پیداوار ہے۔ جس کی کوئی قدر و منزلت ہی نہیں ہے (اولاً) تو اس لئے کہ اسی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

ان علیاً احرق ناسا ارتدوا عن الاسلام — حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو آگ میں جلایا تھا۔
الحدیث (ابوداؤد ج۲ ص۲۴۲ و ترمذی ج۱ ص۱۷۶ و نسائی ج۲ ص۱۵۱) — جو اسلام سے پھر گئے تھے۔

اس سے بالکل واضح ہوگیا۔ کہ یہ کاروائی ان لوگوں کے بارے میں ہوئی۔ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اسلام سے بایں طور پھرے کہ پہلے مسلمان تھے، پھر مرتد ہو گئے۔ یا پہلے منافقانہ طور پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ پھر کھلے طور پر کفر کی طرف پھر گئے۔ کوئی بھی معنیٰ لیا جائے۔ یہ صحیح روایت اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والوں کے قتل کئے جانے پر نص ہے۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد من بدل دینہ فاقتلوہ سے یہی سمجھے ہیں۔ کہ دین اسلام سے پھر جانے والے کا یہ حکم ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ یہ حدیث مرتد عن الاسلام کے قتل کے متعلق ہے کہ ہندو سے عیسائی اور عیسائی سے یہودی وغیرہ ہو جانے

کے بارے میں۔ وثانیاً۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من جحد آیۃ من القرآن فقد حل ضرب عنقہ الحدیث۔ (ابن ماجہ ص۱۸۵)	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کی کسی آیت (یا اس سے مطلوب معنیٰ کا، صفدر) انکار کیا تو بلاشک اس کی گردن اڑا دینا حلال اور جائز ہے۔

(۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پورے قرآن کریم کو مانتا ہے۔ مگر اس کی کسی ایک آیت (یا اس کے مقصود معنیٰ) کا انکار کرتا ہے تو وہ مرتد اور قابلِ قتل ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث من بدّل دینہٗ فاقتلوہ۔ اسلام سے پھر جانے والے کے بارے میں ہے نہ کہ کسی کافر کے اپنا دین چھوڑ کر کفر کے کسی اور دین کو اختیار کر لینے والے کے بارے میں!

(۲) حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ (عبداللہ بن قیس المتوفی ۴۲ھ) کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ جب کہ حضرت معاذ بن جبل کو ان کے بعد دوسرے صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذؓ حضرت ابوموسیٰ کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اکرام ضیف کی مد میں حضرت معاذؓ کے لئے تکیہ ڈالا۔ اور حضرت معاذؓ ابھی تک سوار تھے۔

واذا رجل عندہ موثق قال ما ھذا قال کان یھودیا فاسلم ثم تھوّد قال اجلس قال لا اجلس حتی یقتل قضاء اللّٰہ ورسولہ	تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس ایک شخص باندھا ہوا دیکھا، پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ یہ پہلے یہودی تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد پھر

ثلاث مرات فامر به فقتل
(بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۲ و مختصر ج ص ۱۰۵۹
و مسلم ج ۲ ص ۱۲۱ و سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۲۰۵)

یہودی ہو گیا۔ فرمایا اے معاذؓ بیٹھ جاؤ۔ حضرت
معاذؓ نے فرمایا۔ کہ جب تک اس کو قتل نہیں
کیا جائے گا۔ میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے۔ تین دفعہ
انہوں نے یہ فرمایا۔ پھر اس مرتد کے بارے
میں قتل کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اور بخاری شریف میں دوسرے مقام پر روایت یوں ہے کہ

فسار معاذ فی ارضه قریباً من
صاحبه ابی موسیٰ فجاء یسیر علیٰ
بغلته حتیٰ انتهیٰ الیه واذ هو
جالس وقد اجتمع الیه الناس
واذا رجل عنده قد جمعت یداه
الی عنقه فقال له معاذ یا عبد الله
بن قیس ایم هذا قال هذا
رجل کفر بعد اسلامه قال
لا انزل حتیٰ یقتل قال انما
جیئ به لذالك فانزل قال ما
انزل حتیٰ یقتل فامر به
فقتل ثم نزل (بخاری ج ۲ ص ۶۲۲)

حضرت معاذؓ اپنے علاقہ کی زمین میں اپنے ساتھی
حضرت ابو موسیٰؓ کے قریب پہنچے۔ تو وہ خچر پر
سوار تھے اور حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھے ہوئے تھے
اور ان کے پاس لوگ جمع تھے۔ اور ان کے
پاس ایک شخص کی مشکیں کسی ہوئی تھیں حضرت
معاذؓ نے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس یہ کون ہے؟
فرمایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو
گیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس
وقت تک نہیں اتروں گا۔ جب تک کہ اس
کو قتل نہ کیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا
اس کو اسی لئے تو لایا گیا ہے۔ آپ اتریں فرمایا
جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے گا میں نہیں

اتر دن گے۔ اس کو قتل کیا گیا تو وہ اترے۔

(۲) حضرت عثمانؓ بن عفان (المتوفی ۳۵ھ) سے روایت ہے۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یحل دم امرأٍ مسلم الا بثلاث ان یزنی بعد ما احصن او یقتل انسانا او یکفر بعد اسلامہ فیقتل۔ (نسائی ج۲ ص۱۵۱ وابوداؤد الطیالسی ص۱۳ ومسند احمد ج۱ ص۶ وسنن الکبریٰ ج۸ ص۱۹۴)

وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین چیزوں سے یہ کہ شادی کے بعد کوئی زنا کرے کسی انسان کو قتل کر دے یا اسلام کے بعد کفر اختیار کرے۔ تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں الفاظ یہ ہیں۔

او رجل ارتد بعد اسلامہ (ابن ماجہ ص۱۸۵)

یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔

(۴) حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ!

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحل دم رجل مسلم یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارك لدینہ المفارق للجماعۃ (بخاری جز۲ ص۱۰۱۶)

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور اس کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ خون بہانا جائز نہیں۔ مگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے ۱۔ شادی شدہ ہونے

ج۲ ص۵۹ وابوداؤد ج۲ ص۲۴۲	کے بعد زنا کرے ۲ یا کسی کو قتل کردے تو اس
وابن ماجہ ص۱۸۵ ومسند احمد ج۱ ص۳۸۲	کو قصاص میں قتل کیا جائے گا ۳ یا اپنے
وسنن الکبری ج ۸ ص۱۹۴ وجلد ۸ ص۲۰۲	دین (اسلام) کو چھوڑ کر ملت سے جدا ہو
	جائے تو قتل کیا جائے گا۔

اس صحیح اور صریح حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ دین سے دین اسلام مراد ہے۔ کہ جو مسلمان اپنے دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے۔ تو وہ قابل گردن زدنی ہے۔ اور اس جرم کی وجہ سے اُسے قتل کیا جائے گا۔

(۵) حضرت عائشہؓ (المتوفاۃ ۵۸ھ) سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
قال من ارتد عن دینہ فاقتلوہ	جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر گیا
(مصنف عبدالرزاق ج۱۰ ص۱۶۸)	تو اُسے قتل کردو۔

(۶) مشہور تابعی حضرت ابوقلابہؒ (عبداللہ بن زید الجرمیؒ المتوفی ۱۰۴ھ) نے خلیفہ راشد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ) کی بھری ہوئی عدالتی اور علمی مجلس میں یہ حدیث بیان فرمائی۔

فو اللہ ما قتل رسول اللہ صلی	بخدا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احداً قط	کبھی بھی کسی کو قتل نہیں کیا۔ مگر تین جرائم یا
الا فی ثلاث رجل قتل بجریرۃ	وہ شخص ۱ جو ناحق کسی کو قتل کرتا۔ تو اُسے قصاص
نفسہ فقتل او رجل زنی بعد	میں قتل کرتے یا ۲ شادی کے بعد زنا کرتا
احصان او رجل حارب اللہ و	تو اُسے قتل کرتے یا ۳ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاتا

رسولہٗ وارتد عن الاسلام الحدیث   تو اُسے قتل کرتے۔
(بخاری ج۲ ص۱۰۱۹)

ایسی صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں یہ موشگافیاں کہ یہ احادیث اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں نہیں یا یہ احادیث ضعیف ہیں یا یہ احادیث کلمہ گو کے قتل سے خاموش ہیں۔ یا یہ صرف ان لوگوں کے بارے میں ہیں۔ جو اسلام سے خارج ہو کر کھُلے طور پر علانیہ کافر ہو جائیں وغیرہ! کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کارروائی صرف وہی کر سکتا ہے جو ملحد و زندیق ہو۔

حضرات آئمہ دین جس طرح قرآن و حدیث اور دین اسلام کی باریکیوں کو حضرات آئمہ دین سمجھتے ہیں۔ ایسا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ اور ان میں سے بھی علی الخصوص حضرات آئمہ اربعہؒ جن کے مذاہب مشہور اور متداول اور امت مسلمہ میں قابل اعتماد ہیں۔ اور آج کل کے مادر پدر آزاد دور میں ملاحدہ اور زنادقہ کو جو اسلام کے مدعی تو ہیں۔ مگر اسلام کی سمجھ ہی ان کو نہیں۔ اور نہ وہ اس کی روح سے واقف ہیں۔ وہ صرف اپنی نارسا عقل و خرد پر نازاں و فرحاں ہیں۔ اور اسی کو وہ حرف آخر سمجھتے ہیں۔ اور حضرات سلفؒ پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) اس حدیث پر یہ باب قائم کرتے ہیں۔

القضاء فیمن ارتد عن الاسلام مالک عن زید بن اسلم ان رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم قال من غیر دینہٗ فضربوا عنقہٗ قال مالک و معنی	اس شخص کے بارے فیصلہ جو اسلام سے پھر جائے۔ امام مالکؒ حضرت زیدؒ بن اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا

قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما نری واللہ تعالیٰ اعلم من غیر دینہٗ فاضربوا عنقہٗ انہٗ من خرج من الاسلام الیٰ غیرہ مثل الزنادقۃ واشباعھم فان اُولٰئک اذا ظھر علیھم قتلوا ولم یستتابوا لانہ لایعرف توبتھم وانھم یسرون الکفر ویعلنون الاسلام فلا اُریٰ ان یستتاب ھٰؤلاءِ ولا یقبل منھم قولھم واما من خرج من الاسلام الیٰ غیرہٖ واظھر ذالک فانہ یستتاب فان تاب والا قتل ذلک لو ان قوما کانوا علیٰ ذٰلک رایت ان یدعوا الیٰ الاسلام ولیستتابوا فان تابوا قبل ذلک منھم وان لم یتوبوا قتلوا ولم یعن بذٰلک فیما نریٰ واللہ اعلم من خرج من الیھودیۃ الی النصرانیۃ ولا من النصرانیۃ الی

دین بدل دیا۔ تو تم اس کی گردن اڑا دو حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ہماری دانست میں معنٰی یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ جو شخص اسلام سے نکل کر زنادقہ وغیرہم میں جا ملا۔ ایسے زنادقہ پر جب مسلمانوں کا غلبہ ہو جائے۔ تو ان سے توبہ طلب کئے بغیر ان کو قتل کیا جائے۔ کیونکہ زنادقہ کی توبہ معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہماری دانست کے مطابق نہ تو ان سے توبہ طلب کی جائے اور نہ توبہ قبول کی جائے۔ باقی رہے وہ لوگ جو اسلام سے کفر کی طرف نکلے اور کفر کو ظاہر کیا۔ تو ان پر توبہ پیش کی جائے گی اور اگر وہ توبہ کر لیں۔ تو نبہا ورنہ ان کو قتل کیا جائے گا۔ یعنی اگر کوئی قوم اسلام سے برگشتہ ہو کر کفر کا اظہار کرتی ہے۔ تو اس سے توبہ کر لینے کا کہا جائے گا۔ اگر توبہ کی تو قبول کر لی جائے گی ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس حدیث کا مطلب ہماری دانست میں یہ نہیں

اليهودية ولا من تغير دينه من اهل الاديان كلها الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الى غيره واظهر ذلك فذالك الذى عنى به والله اعلم
(مؤطا امام مالکؒ ص ۱۰۸ طبع مجتبائی دہلی)

اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی شخص یہودیت سے نصرانیت کی طرف یا نصرانیت سے یہودیت یا اسلام کے بغیر کسی اور دین کی طرف پھر جائے تو اس کے متعلق یہ حدیث ہے بلکہ یہ حدیث صرف اس کے بارے میں ہے۔ جو اسلام کو ترک کر کے کفر کو اختیار کرے اور اُسے ظاہر کرے

حضرت امام مالکؒ من بدل دینہٗ اور من غیّر دینہٗ کا یہی مطلب لیتے ہیں۔ کہ جو کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلا جائے اور زندیق تو ایسا واجب القتل ہے۔ کہ نہ تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار ہے۔ وہ بہرحال اور بہرکیف واجب القتل ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ؛

وقد تكلم الناس فى المرتد عن الاسلام أيستتاب ام لا فقال قوم ان استتاب الامام المرتد فهو احسن فان تاب والا قتل وممن قال ذلك ابوحنيفة وابويوسف ومحمد رحمة الله عليهم ـ وقال آخرون لا يستتاب وجعلوا حكمه كحكم الحربيين

لوگوں نے اسلام سے نکل کر مرتد ہو جانیوالے کے بارے میں بحث کی ہے۔ کہ کیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟ یا نہیں؟ علماء کی ایک قوم کہتی ہے۔ کہ اگر حاکم مرتد سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے تو اچھا ہے۔ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے حضرت امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔ اور دوسرے

علی ما ذکرنا من بلوغ الدعوة ایاهم ومن تقصیرها عنهم وقالوا انما یجب الاستتابة لمن خروج الاسلام لا عن بصیرةٍ منه به فامامن خرج منه الیٰ غیرہ علیٰ بصیرة فانه یقتل ولا یستتاب وهذا قول قال به ابولیوسف فی کتاب الاملاء قال اقتله ولا استیتبهٗ الا انه ان بدرنی بالتوبة خلیت سبیلهٗ و وکلت امرہ الی اللہ تعالیٰ.

(طحاوی ج۲ ص۱۰۱ کتاب السیر)

حضرات فرماتے ہیں۔ کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے جیسا کہ دارالحرب کے کفار کو جب دعوت اسلام پہنچ جائے۔ تو پھر ان کو اسلام کی ضرورت نہیں نہ پہنچی ہو تو دعوت دی جائے۔ اور فرماتے ہیں کہ توبہ کا مطالبہ اس وقت واجب ہے جب کہ کوئی شخص اسلام سے بے سمجھی کی وجہ سے کفر کی طرف چلا جائے۔ رہا وہ شخص جو سوچ سمجھ طریقہ پر اسلام سے کفر کی طرف چلا جائے۔ تو اُسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے امام ابویوسفؒ نے کتاب الاملا میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ میں اُسے قتل کردوں گا۔ اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ ہاں اگر وہ میرے اقدام سے پہلے ہی توبہ کرلے تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردوں گا۔

حضرت امام شافعیؒ (محمدؒ بن ادریسؒ المتوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ!

ولم یختلف المسلمون انهٗ لا یحل ان یفادیٰ بمرتد ولا یمن علیه ولا تؤخذ منه فدیة ولا یترک بحال حتی یسلم او

مسلمانوں میں کسی کا اس بارے کبھی اختلاف نہیں ہوا بلکہ سب کا اتفاق ہے۔ کہ مرتد کا فدیہ میں دینا جائز نہیں اور نہ اس پر احسان کیا جائے اور اس سے فدیہ لیا جائے اور اس کو ارتداد پر

یقتل واللہ اعلم (کتاب الام ج۶ ص۱۵۲)

نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے یا قتل کیا جائے۔

حضرت امام شافعیؒ کا یہ حوالہ قتل مرتد کے بارے بالکل واضح ہے۔

حضرت امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن نووی الشافعیؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

وقد اجمعوا علی قتلہ لکن اختلفوا فی استتابتہ ھل ھی واجبۃ ام مستحبۃ اھ (النووی شرح مسلم ج۲ ص۲۲۱)

تمام اہل اسلام کا قتل مرتد پر اجماع ہے ہاں اس میں اختلاف ہے۔ کہ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب ہے یا مستحب؟

بعض آئمہ کرامؒ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔

چنانچہ علامہ علاء الدین بن علی بن عثمان الماردینیؒ (المتوفی ۷۴۵ھ) فرماتے ہیں کہ

وقال صاحب الاستذکار لا اعلم بین الصحابۃ خلافاً فی استتابۃ المرتد فکانھم فھموا من قولہ علیہ السلام من بدل دینہ فاقتلوہ ای بعد ان یُستَتَاب۔ (الجوہر النقی ج۸ ص۲۰۵)

مصنف استذکار (شرح مؤطا امام مالک امام ابو عمر بن عبد البرؒ المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ مرتد پر توبہ پیش کرنے کے بارے میں مجھے حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے پس گویا کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ سے یہی سمجھے ہیں کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کو قتل کرنا چاہیے۔

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد البر المالکیؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ

قال مالکؒ واصحابہ یقتل الزنادقۃ

امام مالکؒ اور ان کے مقلدین فرماتے ہیں کہ

ولا یُستتابون الخ
(التمہید ج۱۰ ص۱۲۵)

زندیقوں کو بلا ان سے توبہ طلب کئے قتل کیا جائے۔

نیز فرماتے ہیں کہ

واختلف قول ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ فی الزندیق فقالا مرۃ یستتاب ومرۃ فلا یُستتاب ویقتل دون استتابۃٍ الی قولہ وقال الشافعیؒ یستتاب الزندیق کما یستتاب المرتد ظاھراً فان لم یتب قُتِلَ اھ
(ج۱۰ ص۱۶۶)

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے اقوال مختلف ہیں ایک قول ان کا یہ ہے کہ زندیق سے توبہ طلب کی جائے اور دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ زندیق سے توبہ طلب کئے بغیر اسے قتل کیا جائے (پھر آگے فرمایا) اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ زندیق سے توبہ طلب کی جائے جیسا کہ کھلے مُرتد سے توبہ طلب کی جاتی ہے توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔

فاقتلوہُ بعد استتابۃ وجوباً قال المناویؒ وعمومہٗ یشمل الرجل وھو اجماع المرأۃ وعلیہ الائمۃ الثلاثۃ خلافاً للحنفیۃ اھ
(السراج المنیر ج۳ ص۳۴۴)

فاقتلوہ کا مطلب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اس کے بعد اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ امام عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کا عموم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے مرتد مرد کے قتل کرنے پر تو اجماع ہے اور مرتد عورت کے قتل کرنے پر تین اماموں کا اتفاق ہے۔ احناف اختلاف کرتے ہیں۔

اس سے بھی واضح ہوگیا کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کے اسلام سے انکار کرنے پر اس کا قتل واجب ہے مرد مرتد کے قتل پر تمام حضرات ائمہ کرامؒ کا اجماع ہے عورت کے مرتدہ کے بارے حضرات ائمہ ثلاثہؒ کا یہی مسلک ہے البتہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے عموماً وہ لڑائی اور جھگڑا نہیں کرتی۔

قاضی محمد بن علی الشوکانیؒ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

وخصه الحنفية بالذكر تمسكوا بحديث النهى عن قتل النسآء (نيل الاوطار ج ۷، ص ۲۰۳)	احناف نے اس حدیث کو (ضمیر مذکر کے پیش نظر) مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں عورتوں کے قتل کرنے کی نہی وارد ہوئی ہے

ہاں اگر کوئی عورت لڑائی پر اتر آئے اور ارتداد کو پھیلانے کی سعی کرے تو اس کا معاملہ الگ اور جُدا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کا مسلک امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلیؒ (المتوفی ۶۲۰ھ) یہ نقل کرتے ہیں۔

الفصل الثالث انه لا يقتل حتى يستتاب عند اكثر اهل العلم منهم عمر وعلى وعطاء ونخعى ومالك والثورى والاوزاعى واسحاق واصحاب الرأى وهو احد قولى الشافعى وروى عن احمد رواية	تیسری فصل اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں۔ کہ مرتد کو اس پر توبہ پیش کئے بغیر نہ قتل کیا جائے۔ جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عطاءؒ امام نخعیؒ امام مالکؒ امام ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام اسحاقؒ اور فقہاء احناف شامل ہیں اور حضرت امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور حضرت امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت

اُخریٰ انه لاتجب استتابته لکن تستحب وهذا القول الثانی للشافعی وهو قول عبید بن عمیر وطاؤس ویروی ذالک عن الحسن لقول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من بدل دینه فاقتلوه ولم یذکر استتابة اھ (مغنی ج ۸ ص ۱۲۴)

میں ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ واجب نہیں ہے لیکن مستحب ہے اور امام شافعیؒ کا بھی ایک دوسرا قول ہے اور امام عبیدؒ بن عمیرؒ اور امام طاؤس کا بھی یہی قول ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ سے بھی یہ مروی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین (اسلام) بدل دے تو اسے قتل کر دو اور توبہ کا مطالبہ اس میں مذکور نہیں ہے۔

ان تمام صریح حوالوں سے مرتد کا قتل کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔ علامہ ابو محمد بن حزمؒ لکھتے ہیں کہ قتل مرتد کا معاملہ امت میں ایسا معروف و مشہور ہے کہ کوئی مسلمان شخص اس کے انکار پر قادر نہیں۔ (المحلی ج ۸ ص ۲۲۲) ان کے علاوہ بھی کتب فقہ و فتاویٰ میں قتل مرتد کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً ہدایہ ج ۲ ص ۶۰۰ فتح القدیر ج ۴ ص ۳۸۶، شامی ج ۳ ص ۲۹۴ اور بحرالرائق جلد ۵ ص ۱۲۵ وغیرہ۔

علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں کہ!

مرتد کے قتل کرنے پر حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک بند رکھا جائے۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اچھا ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۱۳۴)

امام موفق الدین ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ!

واجمع اهل العلم علی وجوب قتل المرتد

اہلِ علم کا قتلِ مرتد پر اجماع ہے حضرت ابوبکرؓ حضرت

روی ذٰلك عن ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و معاذؓ و ابی موسیٰؓ و ابن عباسؓ و خالدؓ و غیرھم ولم ینکر ذٰلك فکان اجماعاً۔ (مغنی ابن قدامہ ج ۸ ص۱۲۱)	حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن الولید وغیرہم سے یہی مروی ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں اس کا کوئی انکار نہیں کیا گیا۔ تو یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم اور صحیح احادیث سے واضح دلائل موجود ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات خلفاء راشدینؓ متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ جیسی شخصیتیں متفق ہوں۔ جو اپنے دور میں گورنری کے عہدہ پر فائز تھیں اور جس مسئلہ پر حضرت ابن عباسؓ جیسے ترجمان القرآن اور حبر الامت متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر حضرت خالدؓ بن الولید جیسے مجاہد اور فوج کے سپہ سالار متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر بقیہ حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی ایک فرد بھی اس کے خلاف لب کشائی نہ کرتا ہو۔ اور جس مسئلہ پر حضرات آئمہ اربعہ اور جمہور آئمہ کرامؒ متفق ہوں اور جس مسئلہ کے خلاف کوئی مسلمان انکار کرنے پر قادر نہ ہوا ہو۔ تو اس مسئلہ کے حق اور ثابت ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ابو عمرو عامرؒ بن شراحیل الشعبیؒ (المتوفی ۱۰۹ھ) فرماتے ہیں کہ

کان العلم یؤخذ من ستة عمرؓ و علیؓ و اُبیؓ و ابن مسعودؓ و زیدؓ و ابی موسیٰؓ وقال ایضاً قضاة الامة اربعة عمرؓ و علیؓ و زید و ابو موسیٰ	علم کا مرکز چھ حضرات تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت اُبیؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور نیز انہوں نے فرمایا کہ امت کے جج اور قاضی چار ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ

حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۲۳)

یعنی یہ وہ حضرات ہیں جن سے علم دین اخذ کیا جاتا تھا۔ اور امت مسلمہ کے وہ مسلم قضاۃ و جج تھے اور حضرت صفوان بن سلیمؒ الامام المدنی الفقیہؒ المتوفیٰ ۱۳۲ھ فرماتے ہیں کہ

لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غیر عمرؓ وعلیؓ ومعاذؓ و ابی موسیٰؓ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۲۳)	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ان چار حضرات کے بغیر اور کوئی فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ ہیں۔

آپ حضرات بخوبی اس مقالہ میں مرتد کے بارے ان حضرات کے فتوے اور فیصلے پڑھ چکے ہیں۔

اس مقالہ میں پیش کئے گئے واضح اور صریح حوالوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری اسلامی حکومت میں شرعاً واجب القتل ہیں۔ اگر کوئی اسلام سے پھر کر مرزائی ہوا ہو تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اگر کوئی نسلاً بعد نسلٍ مرزائی چلا آتا ہے تو زندیق ہونے کی وجہ سے واجب قتل ہے اور یہی حکم ہے ہر اس گمراہ پارٹی یا فرد کا جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر یا مؤول ہو بلاحظہ ہو شامی ج۳ ص۴۲۵۔ مگر یہ یاد رہے کہ کسی کو حداً یا تعزیراً قتل کرنا صرف اسلامی حکومت اور عدالت شرعیہ کا کام ہے۔ عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ صرف وہی کام کر سکتے اور کر سکتے ہیں جس کا انہیں اختیار دیا گیا ہے اس کے علاوہ وہ مجبور ہیں ؎

میری مجبوریوں کو کون جانے   میں خود مختار ٹھہرایا گیا ہوں

پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد

قادیانی فرقہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور مرزا غلام احمد کو نبی یا مصلح اور مسیح موعود ماننے وغیرہ کے دعوؤں میں سراسر جھوٹا ہے۔ اسی طرح عوام النّاس کو بہکانے کی خاطر اپنی تعداد بھی بڑھا چڑھا کر بتلانے اور اس کا پروپیگنڈا کرنے میں بھی جھوٹا ہے۔ حقیقت اور نفس الامر اس کے بالکل خلاف ہے۔ مُلک کے اندرونی حالات اور مردم شماری وغیرہ داخلی امور کی حقیقت کو جس طرح ملک کا وزیر اطلاعات ونشریات جانتا ہے۔ وہ کوئی اور نہیں جان سکتا۔ کیونکہ یہ باتیں اور اندرون ملک کے اُمور اُس کے فرض منصبی میں شامل ہوتے ہیں۔ اور ان امور کے بارے اس کی رپورٹ حرف آخر سمجھی جاتی ہے۔

پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات ونشریات کا بیان

اسلام آباد (اپ پ) ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ چار ہزار دو سو چوالیس ہے۔ یہ بات وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے آج مجلس شوریٰ میں ایک سوال کے جواب میں بتائی (بلفظہٖ اخبار جنگ لاہور ص۱ کالم ۵ بدھ ۱۹ شوال ۱۴۰۲ھ، ۱۸ جولائی ۱۹۸۲ء)

اسلام آباد (پ۔پ) وفاقی وزیر خزانہ یٰسین وٹو نے ایوان کو ایک سوال پر بتایا کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں عیسائیوں کی تعداد ۱۲ لاکھ ۱۰ ہزار ۲۰۴، ہندوؤں کی تعداد ۱۲ لاکھ ۷۶ ہزار ۱۱۱، پارسیوں کی تعداد ۲۰۷۰ اور قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ ۴ ہزار ۲۴۴ ہے۔ (اخبار جنگ لاہور ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ)

۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء ص۱ کالم ۱)
یہ تعداد پاکستان میں بسنے والے جملہ مرزائیوں کی ہے۔ جو ربوہ وغیرہ ملک کے دیگر اطراف اور علاقوں میں رہتے ہیں۔ بعض دیگر ممالک میں بھی کچھ مرزائی ہیں۔ مگر ان کی تعداد سینکڑوں تک بھی نہیں پہنچتی۔ چہ جائیکہ وہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہو۔ لیکن ان کے غلط بیانات اور ان کے ایجنٹوں اور حواریوں کے ہوا دینے سے تاثر قائم ہوتا ہے۔ کہ شاید وہ لاکھوں سے بھی متجاوز ہیں۔ مگر یہ پروپیگنڈا مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کی طرح صرف جھوٹ کا پلندہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دیگر باطل فرقوں اور بے دین سیاسی لیڈروں کی ملی بھگت سے وہ پھولے نہیں سماتے۔ اور ان کی ملی اور مالی تنظیم کی جڑیں بھی خوب مضبوط ہیں۔ اور مختلف عنوانات سے وہ لوگوں کی جیبیں صاف کرنے میں بڑے مشاق ہیں۔ بقول مولانا ظفر علی خاں صاحب مرحوم ؎

مسیلمہ کے جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں   کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توحید و سنت اور ختم نبوت کے بنیادی عقائد پر قائم رکھے اور فتنوں سے بچائے (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ الیٰ یوم الدین ۔

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع
وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ